فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

طریقۂ الہدیٰ

رد

سراج التقویٰ

مصنفہ

علامہ یگانہ فہام زمانہ کاشف دقایق مسائل فقہ حنفیہ
وشافعیہ واقف نکات احادیث نبویہ عالیجناب مولانا
مولوی شاہ زاہد حسین صاحب قادری مہکری مدظلہ العالی

برائی نفع خاص و عام بدرستی تمام باہتمام سید ولی اللہ
در مطبع نظامی واقع مدراس مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے حمد قدیم ولے صمد واجب التعظیم ولازم التکریم۔ ولے معروف بفضل وعطا۔ وای موصوف بصفت احدا۔ وائے مکون اکوان بکاف ونون کن فیکون۔ وائے موجود بے علت۔ وائے معبود ہر ملت۔ وائے منور ظلمات قوالب۔ وائے مصور ہیات مطالب۔ وائے خالق نار ونور وائے کشائندہ ابواب رحمت۔ وائے نمائندہ اسباب مغفرت ونفائس صلوٰۃ طیبات۔ وشریف تحیات زاکیات۔ نثار مرقد منور ومشہد معطر حضرت خاتم رسل ہادی سبل خاتم ختم نبوت گوہر شمع رسالت معدن ارباب سعادت ماحی اہل شقاوت حضرت سید المرسلین وخاتم النبیین وشفیع المذنبین وامام المتقین۔ ماہ فلک سیادت خورشید سپہر سعادت۔ سید السادات وسند السعادات۔ صدر کائنات بدر موجودات خواجہ کونین رسول الثقلین۔ ہادی دارین امام الحرمین الشریفین۔ جد الحسنین ندیم خلوت گاہ قاب قوسین۔ علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ المجاہدین اجمعین۔ اما بعد دہینو لا ایک فتویٰ نظر آیا جسکا نام **سراج الفتویٰ** ہے۔ اور دیکھنے سے اسکے دل کو ایک اضطراب ہوا کیونکہ وہ فتویٰ روایات غیر معتبر اور اقوال پر ضرر سے مملو ہے اس لئے اس ناصحی کو اس بات کا خیال ہوا کہ رد اسکا لکھکر شایع کرون تاکہ صحیح اور غیر صحیح اور معتبر و غیر معتبر روایات سے ہر ایک شخص آگاہ ہوجائے اور نام اس رسالہ کا **طریقۃ الہدیٰ** رد

سراج الفتویٰ رکھا۔ اور اب التجا بدرگاہ قاضی الحاجات وکاشف الغیبات ودافع المشکوکات یہہ ہے کہ اس رسالہ کو مشمول خلایق ومقبول اہل حقایق ومعقول اہل دقایق کر او رمقلدین آئمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم کو ہمیشہ تقلید پر اپنے اپنے اماموں کے قایم ودائم رکھہ آمین یارب العالمین بحرمت حضرت سید المرسلین وامام المتقین صلی اللہ علی محمد وعلے آلہ الطاہرین وصحابہ الماجدین اجمعین

سوال

کیا فرماتے ہین علمائے دین ومفتیان شرع مبین اس مسئلہ مین کہ حنفی مذہب مین نماز جنازہ سوا اولیاء میت ایک بار پڑہی گئی بعد دوبارہ پڑہنا کیا حکم ہے اور شافعی مذہب مین اسکا کیا حکم ہے اگر جماعت ثانی کا امام شافعی المذہب ہے تو حناف ثواب حاصل کرنیکی نیت سے مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرنا جائز ہے یا نہین۔ اور جماعت ثانیہ کرنے کے لئے میت کے مذہب کو اعتبار ہے یا نہین۔ اگر شافعی المذہب پہلے نماز جنازہ مقتدی بنکر پڑھ لیا تھا پھر امام ہوکر نماز جنازہ دوبارہ پڑہے تو حناف کو اسکی اقتدا کرنا جایز ہے یا نہین۔

الجواب

حامدا للہ ومصلیا ومسلما علے رسولہ وآلہ حنفی مذہب مین ولی کیساتھ جب نماز جنازہ پڑھ لئے تو اسکے بعد پھر کوئی شخص نماز پڑہنا جایز نہین۔ ہدایہ مین کہا وان صلے الولی لم یجز لاحد ان یصلے بعدہ لان الفرض یتادی بالاول والنفل بہا غیر مشروع انتہی

ہدایہ

اور شافعی مذہب مین نماز جنازہ مکرر پڑہنا درست ہے پہر اول نماز نہین پڑہے ہوے شخص کے لیے نماز پڑہنا اگرچہ سنت ہے لیکن وہ نماز اسکے حق مین فرض نماز ہوجاتی ہے اور فرض کا ثواب اسکو ملتا ہے اور اول پڑہا ہوا شخص پہر پڑہنا اگرچہ مسنون نہین لیکن پڑہا تو جائز ہے اور وہ نماز اسکے لیے نفل نماز ہوجاتی ہے فتح المعین مین لکھا ہے۔ ولو صلی علیہ فحضر من لم یصل ندب له الصلوة علیه وتقع فرضا فینویه ویثاب ثوابه والافضل فعلها بعد الدفن للاتباع ولا یندب لمن صلاها ولو منفردا اعادتها مع جماعة فان اعادها وقعت نفلا انتهی اور دوسرے کتب معتبرہ جیسے تحفہ ونہایہ ومغنی وغیرہ مین بھی مصرح ہے۔ اور حناف نماز جنازہ مین شافعی مذہب کی تقلید کرکر جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے چنانچہ حرمین شریفین مین بھی قدیم الایام سے یہ عادت جاری ہے ردالمحتار مین لکھا ہے۔ وانه یجوز له العمل بما یخالف ما عمله علی مذهبه مقلدا فیه غیر امامه مستجمعا شروطه انتهی۔ اور شیخ عبدالحق دہلوی نے مدارج النبوہ مین لکھا ہے والآن در حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیما وتشریفا متعارف است کہ چون خبر می رسد کہ فلان مرد صالح در بلدی از بلاد اسلام فوت کردہ است شافعیہ نماز بروے میکنند وبعضی حنفیہ نیز با ایشان شریک می شوند از قاضی علی بن جاراللہ کہ شیخ حدیث این فقیر بود پرسیدہ شد کہ حنفیہ چون شریک میشوند در گزاردن این نماز گفت دعاے ست کہ میکنند خلا باس انتہی! اور مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ مین شاہ احمد سعید المجددی المدنی رح کے نماز جنازہ کے بیان مین مذکور ہے وکسیکہ بنماز جنازہ نرسیدہ بود نماز بقبر شریف خواند بجہت تبرک وتشرف کہ بعد از دفن ہم در مذہب شافعیہ درست است واہل مکہ مکرمہ بعد رسیدن خبر در حرم شریف مکی نماز بجماعت عظیمہ کردند انتہی بلکہ جماعت ثانیہ کیساتھ امام بنکر نماز جنازہ پڑہنا خود بعض اکابر علماے حنفیہ سے ثابت ہے

فتح المعین

ردالمحتار صـ

مدارج النبوۃ

چنانچہ علامہ ذہبی نے سیر النبلا میں شیخ الحنفیہ تاج الدین ابو الیمن زید بن الحسن الکندی کے حال میں لکھا ہے قال ابن الانماطی توفی الکندی یوم الاثنین سادس شوال سنۃ ثلاث عشرۃ وستمائۃ وامہم علیہ قاضی القضاۃ جمال الدین ابن الحرستانی ثم امہم بظاہر باب الفرادیس شیخ الحنفیۃ جمال الدین الحصیری ثم امہم بالجبل الشیخ موفق الدین شیخ الحنبلیہ وشیعہ الخلق ودفن بتربۃ لہ وعقد لہ العزاء تحت النسر یومین انتہی شیخ الحنفیہ جمال الدین الحصیری جو ثانیا امام ہوکے نماز پڑھے ہے وہ امام محمد کے کتاب الجامع الکبیر کے شارح ہیں انکا حال طبقات حنفیہ میں سطرح لکھا ہے۔ کان اماما فاضلا انتہت الیہ ریاسۃ اصحاب ابی حنیفۃ فی زمانہ تفقہ علی الشیخ الامام فخر الدین قاضیخان واخذ العلوم فی الفقہ عنہ وکان من تلامذتہ الخاصۃ اشتغل فی الفقہ عندہ وبلغ رتبۃ الکمال انتہی اور نماز دوبارہ پڑھنے میں میت کے مذہب کو اعتبار نہیں بلکہ اعتبار نماز پڑھنے والوں کو ہے چنانچہ امام ابو حنیفہ پر چھے بار نماز جنازہ پڑھے تھے علامہ سیوطی نے تبییض الصحیفہ بمناقب الامام ابی حنیفہ میں لکھا ہے وصلی علیہ (علی ابی حنیفۃ رض) ست مرات ولم یقدر علی دفنہ الی العصر لکثرۃ الزحام انتہی۔ اور شافعی مذہب میں جب نماز جنازہ پہلی جماعت کے ساتھ پڑھا ہوا شخص بار دیگر پڑھا تو اسکی نماز نفل ہوجاتی ہے اور نفل نماز پڑھنے والے کی اقتدا فرض نماز پڑھنے والا کرنا شافعیہ پاس صحیح ہے تو احناف کی نماز جو شافعی مذہب کی تقلید کر کر پڑھنے میں اسکے پیچھے صحیح ہوگی۔ امام نووی رحمہ اللہ نے منہاج میں فرمایا وتصح قدوۃ المودی بالقاضی والمفترض بالمتنفل وفی الظہر بالعصر وبالعکوس انتہی واللہ اعلم۔ کتبہ محمود کان اللہ لہ (محمود) (شافعی)

سیر النبلاء

تبییض

منہاج

الجواب صحیح عبید اللہ کان اللہ لہ اصاب من اجاب
(شافعی)

صح الجواب
محمد قدرت حلیم الناصری
(حنفی)

محمد مرتضیٰ عفی عنہ
(حنفی)

الله
خادم شریعت عزالو موی
عبید قاضی اہل سنت مدراس

ہذا الجواب صحیح لاشک فیہ
غلام محی الدین
کان اللہ لہ
(شافعی)

الجواب صحیح
سید محمد علی قادری
(حنفی)

ہذا الجواب صحیح لاریب فیہ
فقیر شاہ محمد قادر حسین قادری
عفا اللہ عنہ
(حنفی)

الجواب صحیح
عبد القادر عفی عنہ
(شافعی)

الجواب صحیح
سید محمد جلال الدین
کان اللہ لہ
(حنفی)

الجواب صحیح
شاہ محمد عفا اللہ عنہ
(شافعی)

ہذا الجواب صحیح لانہ
موافق لمذہب الحنفیہ والشافعیہ
سید حسین قادری عفی عنہ
(حنفی)

الجواب صحیح لاشک فیہ
عبد الرحمن عفی عنہ
(شافعی)

ہذا الجواب صحیح
بلا ارتیابات
محمد تمیم بن محمد کان اللہ لہما
ولاسلافیہما
(شافعی)

المجیب مصیب
فقیر شاہ محمد بدر الدین حسین
القادری کان اللہ لہ
(حنفی)

قولہ۔ اور اول پڑھا ہو شخص پھر پڑھنا اگرچہ مسنون نہین لیکن پڑھا تو جائز ہے اور وہ نماز نفل اسکے لئے نفل نماز ہو جاتی ہے۔ فتح المعین مین لکھا ہے ولو صلی علیہ فخضر من لم یصل ندب له الصلوٰة علیه وتقع فرضا فینویه ویثاب ثوابه والا فضل فعلها بعد الدفن للاتباع ولا یندب لمن صلاها ولو منفردا اعادتها مع جماعة فان اعادها وقعت نفلا انتهى۔ اور دوسرے کتب معتبرہ مین جیسے تحفہ ونہایہ ومغنی مین بہی مصرح ہے (جواب) یہہ جائز کہنا آپکا مختلف فیہ ہی بعضون کے نزدیک جائز ہے اور بعضون کے نزدیک مکروہ ہے اور بعضون کے نزدیک حرام ہے جیسا کہ آپ ہی کے کتاب مغنی المحتاج مین یہ اقوال موجود ہین اگر شک ہے تو دیکھ لو باقی بیان مغنی کا قریب معلوم ہو ویگا۔ انشاء اللہ تعالی (قولہ ولا یندب الخ) اعانة الطالبین جو شرح فتح المعین کی ہے اسمین لکھا ہے تحت مین اس قول کے (قولہ ولا یندب الخ) قال ع ش فتکون مباحة یعنے مندوب نہین ہے پس ہوگی وہ نماز مباح (قولہ اعادتها مع جماعة) جواب اسی اعانة الطالبین مین ہے جو شرح فتح المعین ہے وبالاولی عدم اعادتها منفردا وانما لم یندب اعادتها لان المعاد نفل وهذه لا یتنفل بها لعدم ورود ذلک شرعا۔ یعنے اولی یہہ ہے کہ نہین مندوب ہے اعادہ کرنا اس نماز کا منفرد کتین۔ اور نہین ہے مندوب اعادہ اسکا کسواسطیکہ اعادہ کرنا اسکا نفل ہے اور یہ نماز نفل نہین ہوتی ساتھہ اعادہ کے بسبب نہین وارد ہونے اسکے شرعا۔ قولہ فان اعادها وقعت نفلا انتہی یعنے پس اگر اعادہ کریگا اس نماز کو واقع ہوگی وہ نماز نفل کرکے (جواب) فتح المعین کی اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی دوبارہ اعادہ کیا اس نماز جنازہ کو تو واقع ہوگی وہ نماز نفل کرکے ہم اسکو رد کرنے کی کچھ ضرورت نہین خود شارح اس کتاب کا اس قول کو رد کرچکا ہے جیسا کہ لکھا ہے۔ وبالاولی عدم اعادتها منفردا وانما لم یندب اعادتها لان المعاد

فتح المعین ۔ شرح ۔ مغنی ۔ تحفہ ۔ نہایہ

اعانة الطالبین ۔ شرح فتح المعین

فتح المعین

فتح المعین

نقل الخ ۔ جواب دوسرا خود فتح المعین کی عبارت جو اس عبارت کے بعد ہے جسکو جناب مولوی
محمود صاحب نے ام کرمہ حذف کر دیے ہین اور وہ عبارت یہہ ہے وقال بعضهم الاعادة
خلاف الاولی ۔ یعنے کہے بعض علماء اعادہ خلاف اولی ہے یعنے مکروہ ہے ۔ اور جناب
مولانا مولوی محمد سعید اسلمی اپنے کتاب مفید الطالبین مین فرماتے ہین خلاف سنت ۔ و

مفید الطالبین

خلاف اولی از جملہ مکروہات است ۔ اور کہا اعانۃ الطالبین شرح فتح المعین نے تحت اس
قول کے ۔ (قوله وقال بعضهم مقابل لما يفهم من التعبير بعدم الندب وهو
الاباحة لما مر آنفا عن ع ش وحينئذ يقتضي ان قول بعضهم المذكور ضعيف
وعبارة شرح الروض تفهم انه معتمد ونصها قال في المهمات وفي التعبير بقوله
ولا تستحب اعادتها قصور فان الاعادة خلاف الاولى ولا يلزم من نفي الا
ستحباب اولية الترك لجواز التساوي ولهذا عبر في المجموع بقوله لا يستحب له
الاعادة بل يستحب له تركها اھ ۔ خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ نہین ہے مستحب اعادہ کرنا
بلکہ مستحب ہے چھوڑنا اس اعادہ کا ۔ پس اس عبارت سے صاحب مجموع کے جو لکھا ہے لا
یستحب له الاعادة بل یستحب له ترکها صاف ثابت ہو چکا کہ یہہ مذہب صحیح اور قول
مفتی بہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور باقی دوسرے اقوال غیر معتبر اور مردود ہین ۔

مغنی المحتاج

اور مغنی المحتاج مین ہے ومن صلى على ميت منفردا او في جماعة لا يعيدها اي
لا يسن له اعادتها على الصحيح لان الجنازة لا يتنفل بها الخ یعنے جو شخص کہ نماز پڑھا
اوپر میت کے اکیلا ہو یا جماعت سے نہ اعادہ کرے اس نماز کا لیے سنت نہین ہے واسطے
اس شخص کے اعادہ کرنا اس نماز کا اوپر مذہب صحیح کے کسواسطے کہ نماز جنازہ نفل نہین
ہوتی ساتھ اعادہ کے والثانی يسن اعادتها في جماعة سواء اصلى منفردا ام في جماعة

کغیرھا من الصلوات والثالث ان صلی منفرداً ثم وجد جماعة یسن له الاعادة

معھم لجنازة فضیلتھا والافلا والرابع تکرہ اعادتھا والخامس تحرم وعلی الاول

لو صلی ثانیاً وقعت صلاتہ نفلاً علے الصحیح یعنے ثانی مستحب ہے اعادہ اُسکا جماعت کے

ساتھ برابر ہے کہ کیا پڑہا ہو اکیلا یا پڑہا ہو ساتھ جماعت کے مانند غیر اس نماز کے نمازون سے

اور ثالث اگر اکیلا نماز پڑہا ہو تو اس پیچھے پایا جماعت کیتین مستحب ہے واسطے اس شخص کے اعادہ

ساتھ اس جماعت کے واسطے نگاہ رکہنے فضیلت کو اس جماعت کے اور نہین تو نہ پڑہا چاہیے

والرابع تکرہ اعادتھا اور چوتھا قول مکروہ ہے اعادہ کرنا۔ والخامس تحرم۔ اور

پانچوان قول حرام ہے اور اوپر اول کے اگر پڑہیگا ثانیاً واقع ہوگی وہ نماز نفل کرکے

اوپر صحیح کے اھ (جواب مغنی کے قول ثانی اور ثالث کو رد کرنے کی کچھ ضرورت نہین کیونکہ

خود صاحب فتح المعین نے رد کر چکا ہے اور وہ یہ ہے (اعادتھا مع جماعة) فتح المعین

اعانة الطالبین والا جو شارح فتح المعین کا ہے اس قول کے تحت مین لکھا ہے و یالاولی

عدم ندب اعادتھا الخ جیسا کہ اوپر گذرا۔ اور قول رابع اور خامس صاف دلالت کرتے اعانة الطالبین

ہین جو شخص کہ ایکبار نماز پڑھ چکا ہے دوبارہ جماعت مین شامل ہوکر پڑہو یا تنہا یا امام ہو کر

پڑہو کراہت اور حرمت سے خالی نہین۔ اگر کوئی کہے صاحب مغنی اس قول خامس کے بعد لکھا مغنی

ہے وعلی الاول لو صلی ثانیاً وقعت صلاتہ نفلاً علے الصحیح (جواب اسکا یہ ہے خود

صاحب مغنی نے لکھا ہے ومن صلی علی میت منفرداً او فی جماعة لا یعید ھا ای مغنی

لا یسن له اعادتھا علے الصحیح لان الجنازة لا یتنفل بھا یعنے جو شخص کہ نماز پڑہا میت پر

اکیلا پڑہا ہو یا جماعت سے نہ اعادہ کرے اس نماز جنازہ کو لیے نہین مستحب ہے واسطے اسکے اعادہ

کرنا۔ اوپر مذہب صحیح کے کس واسطے کہ نماز جنازہ نفل نہین ہوتی ساتھہ اس اعادہ کے پس ان ہر دو قول

مغنی ۲۶

مین مغنی کے تعارض ہوا ہے مگر قول اول کی دلیل جو پڑہنے پر صاحب مغنی نے بیان کیا اظہر من الشمس ہے کیونکہ علی الصحیح کے بعد کہتا ہے۔ لان الجنازة لا یتنفل بہا۔ پس جو چیز کہ قول صحیح کے مقابل مین واقع ہو کب قابل حجت ہو سکتی ہے۔ ہان اگر علماء اسکے لئے بہی دلیل قوی بیان کرین ہو۔ پس اس مسئلہ ما نحن فیہ مین دلیل کہان ہے۔ اور امام نووی رحمہ روضة الطالبین مین فرماتے

روضة الطالبین

ہین۔ واذا صلی علی الجنازة فی جماعة ثم حضر اٰخرون فلہم ان یصلوا علیہا جماعة او فرادی وصلاتہم تقع فرضا کالاولین واما من صلی منفردا فلا تستحب لہ اعادتہا فی جماعة علی الاصح اھ یعنے جب کوئی شخص نماز پڑہ چکا جنازہ کی جماعت کے ساتہ تس پیچہے حاضر ہوی ایک جماعت دوسری پس چاہیئے انکو یہہ کہ نماز پڑہین وہ جماعت کرکے یا تنہا اور نماز ان لوگ کی واقع ہوتی ہے فرض کرکے مانند اولین کے۔ اور جو شخص کہ نماز پڑہ چکا اکیلا پس نہین مستحب ہے واسطے اسکے اعادہ کرنا اس نماز کا ساتہ جماعت کے اوپر مذہب اصح کے۔

شرح المحلی علی المنہاج

اور شرح المحلی علی المنہاج مین ہے ومن صلی لا یعید ای لا تستحب لہ الاعادة (علی الصحیح) والثانی تستحب فی جماعة لمن صلی منفردا کذا فی الروضة واصلہا وفیہ توجیہ النفی بان المعادة تکون تطوعا وہذہ الصلوة لا تطوع فیہا ونقضہ فی شرح المہذب بصلاة النساء مع الرجال علی الجنازة فانما تقع نافلة فی حقہن وہی صحیحة وقال فیہ علی الصحیح لو صلی ثانیا صحت صلاتہ وان کانت غیر مستحبة وتقع نفلا اھ۔ یعنے جو شخص کہ نماز جنازہ ایکبار پڑہ چکا ہے بار ثانی نہ اعادہ کرے لئے مستحب نہین واسطے اسکے اعادہ کرنا اوپر مذہب صحیح کے۔ اس ہندی عبارت پر جہان تک لکیر کہنچی گئی ہے وہ منہاج کی عبارت کا ترجمہ ہے۔ اور ثانی مستحب ہے جماعت مین مکرر پڑہنا واسطے اس شخص کے جو نماز پڑہا ہو اکیلا اسیطرح ہے روضہ مین اور اصل مین اسکے اور بیچ اسکے توجیہ ہے نفی کی ساتہ اس بات کے تحقیق کہ

شرح مہذب
معاد ہوتی ہے بغسل اور یہہ نماز نہین ہوتی ہے نفل بیچ اسکے۔ بلکہ مکروہ ہوتی ہے جو کہتا
ہے انکار کرتا ہے شرح مہذب والا یعنے کہتا ہے ونقصه فی شرح المہذب بصلاة
النساء الخ یعنے نماز پڑہنا عورتونکا ساتھ مردون کے جنازہ کی پس تحقیق کہ وہ واقع ہوتی ہے
نفل کرکے حق مین ان عورتون کے اور وہ صحیح ہے (جواب اسکا یہ ہے) کہ عورتون کے لئے نماز
مفید الطالبین
جنازہ تنہا پڑہنا مستحب ہے یا جماعت سے شافعی المذہب مین اختلاف ہے جیسا کہ مفید الطالبین مین ہے
لاکن زنان تنہا نماز گذارند نہ بجماعت زیرا کہ جماعت برائے زنان در نماز جنازہ میت مرد باشد
یا زن مستحب نیست بر ظاہر مذہب لاکن در مجموع گفتہ کہ جماعت مر زنان را درین مستحب بودن نیز سزاوار
است و بر ہیند جماعتے از سلف انتہی جب اس مسئلہ مین اختلاف ہوا بعض کہتے ہین جماعت سے نماز پڑہنا
مفید الطالبین
عورتون کے لئے مستحب نہین ظاہر مذہب پر۔ اور بعض کہتے ہین مستحب ہے جیسا کہ اسی مفید الطالبین
شرح مہذب
مین ہے لاکن در مجموع گفتہ کہ جماعت مر زنان را درین مستحب بودن سزاوار است و بر ہین
اند جماعتے از سلف پس اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورتین جماعت سے نماز
جنازہ پڑہنا مستحب ہے پھر شرح مہذب والا دوبارہ نماز جنازہ پڑہنے کو مکروہ نہین کہتا ہے
مردون کے لئے اور قیاس کرتا ہے جماعت نساء پر یہہ قول اسکا قابل حجت نہین کیونکہ اگر شافعی
مذہب مین نماز جنازہ عورتون کے لئے تنہا پڑہنیکا حکم ہوتا باوجود اسبات کے وہ عورتین جماعت
سے پڑہتے تو وہ کراہت دفع ہوجاتی تو اس صورت مین یعنے اگر کوئی مرد نماز جنازہ تنہا پڑہ چکا تھا اسکے
بعد جماعت کیساتھ پڑہتا تو اسکے لئے یہہ نماز جنازہ نفل ہوچکی اور کراہت اس سے دفع ہوگئی کہنا درست تھا

شرح منہاج
یہان تو ویسا نہین۔ اور شرح منہاج مین صاحب شرح مہذب والا جو لکہا ہے۔ وقال فیہ علی
الصحیح لو صلی ثانیاً صحت صلاته وان كانت غير مستحبة وتقع نفلا الخ اور کہا شرح
مہذب مین او صحیح کے اگر نماز پڑہا کوئی دوبارہ صحیح ہے نماز اسکے اگرچہ ہے وہ نماز غیر مستحب اور

واقع ہوتی ہے وہ نماز نفل کہتے ہیں۔ جواب یہہ عجب کلام مضطرب ہے۔ آپ ہی کہتا ہے
وہ نماز غیر مستحب ہے اور آپ ہی کہتا ہے وہ نماز نفل کرتے واقع ہوتی ہے اس نماز کو
غیر مستحب یعنے مستحب نہین بولنا گویا کہ نفل نہین بولنا ہر دو ایکہی بات ہے کسواسطیکہ شافعی مذہب
مفید الطالبین
مین ہے جیسا کہ مفید الطالبین مین ہے بدانکہ سنت و مستحب و مندوب و تطوع و نفل و مرغب
فیہ و حسن ہمہ بمعنای واحد اند اب معلوم کیا چاہیے تم شافعیہ کے مذہب مین جو قول کہ
معتبر اور صحیح ہے یہہ ہے اگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اس نماز جنازہ مین کوئی معتبر روایت
آئی ہوتی تو شافعی مذہب کے علماء کا اس قول مین اسقدر اختلاف نہین ہوتا۔ پس رجوع کرو
طرف اس قول شافعی مذہب کے جو شافعیہ کے پاس مقبول و معتبر ہے اور وہ یہہ ہے جب
کوئی مسئلہ مین اختلاف ہوتا ہے تو اس مسئلہ مین امام غزالی اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہما کا
قول معتبر ہے پس نظر کرتے اس قول کے امام نووی رح کا قول دوبارہ نماز جنازہ نہین
منہاج
پڑھنے کے لئے اختیار کئے جیسا کہ امام نووی رح منہاج مین فرماتے ہین۔ واذا صلی
علیہ شخص من لم یصل صلی و من صلی لا یعیدها علی الصحیح اور روضۃ الطالبین مین فرمائے
روضۃ الطالبین
ہین۔ واذا صلی علی الجنازۃ فی جماعۃ ثم حضر اخرون فلهم ان یصلوا علیها جماعۃ او فرادی
وصلاتهم یقع فرضا کالاولین واما من صلی منفرداً فلا تستحب له اعادتها فی جماعۃ علی الاصح
اور شافعیہ کا یہہ بھی ایک قاعدہ ہے جب خلاف قوی ہوتا ہے تو اس وجہ کو اصح کہتے ہین
اور مقابل اسکا صحیح ہوتا ہے۔ اور اگر خلاف ضعیف ہے تو اس وجہ کو صحیح نام رکھتے ہین
مفید الطالبین
اور مقابل اسکا خطا ہوتا ہے جیسا کہ مفید الطالبین مین ہے اگر شبہہ ہے تو دیکھ لو تنبیہ
اگر کوئی کہے امام نووی رح منہاج مین تحریر فرمائے ہین ومن صلی علیہ لا یعیدها علی الصحیح
منہاج
یعنے جو شخص کہ نماز جنازہ پڑھ چکا بار ثانی اعادہ کرنیکو منع فرماتے ہین اوپر مذہب صحیح کے

اور بعض کتب مین شافعیہ کے لکھے ہین اگر کسو نے بار ثانی اعادہ کیا تو وہ نماز نفل ہوتی ہے
اوپر مذہب صحیح کے - اب یہہ بات معلوم کرنا چاہیے شافعی مذہب مین قاعدہ مقرری ہے
اگر خلاف ضعیف ہے تو اس وجہہ کو صحیح نام رکھتے ہین اور مقابل اسکا خطا ہے جب امام نووی رح
اعادہ نکرے اوپر مذہب صحیح کے کرکے فرمائے تو اب مقابل اسکا خطا ہے یا نہین - اور جو
لوگ کہ اعادہ کرنیکو جائز رکھتے ہین او کہتے ہین اگر کسو نے اعادہ کیا تو وہ نماز نفل ہوتی
ہے اوپر مذہب صحیح کے جب یہہ قول صحیح ہوا تو امام نووی رح کا فرمان اس صحیح کے مقابلے مین
خطا ہوگا یا نہین - **قولہ** اور حنافی نماز جنازہ مین شافعی مذہب کی تقلید کر کر جماعت ثانیہ
کرنا جائز ہے چنانچہ حرمین شریفین مین بھی قدیم الایام سے یہہ عادت جاری ہے

رد المحتار مین لکھا ہے - وانہ یجوز لہ العمل بما یخالف ما عملہ علی مذہبہ مقلدا فیہ غیر
امامہ مستجمعا شروطہ انتہی - جواب بے ضرورت شافعی مذہب کی تقلید کر کر جماعت
ثانیہ کرنا علی الخصوص پیچھے اس شخص کے جو اول بار پڑھ چکا ہے بار ثانی وہ شخص امام ہوکر
پڑھتا ہے تو ہرگز ہرگز حنفیہ کو جائز نہین کہ اسکے پیچھے اقتدا کرے جیسا کہ وہی رد المحتار
مین کتاب الصلوۃ کے اخیر مین ہے - قولہ عند البعض ای بعض المجتہدین کالامام الشافعی
هنا - قولہ کما فی القنیہ وغیرہا وعزاہ صاحب المصفی الی الامام حمید الدین عن شیخیہ
الامام المحبوبی والی شمس الائمہ الحلوانی وعزاہ فی القنیۃ الی الحلوانی والسنفی فسقط
ما قیل ان صاحب القنیۃ بناہ علی مذہب المعتزلۃ من ان العامی لہ الخیار من کل مذہب
ما یہواہ والصحیح عندنا ان الحق واحد وان تتبع الرخص فسق اھ - خلاصہ اسکا یہہ ہے
کہ پس ساقط ہوچکا وہ جو کہا گیا تھا تحقیقکہ صاحب قنیہ بنا کیا اس کو اوپر مذہب معتزلہ کے
تحقیقکہ وہ معتزلہ اختیار دیتے واسطے عامی کے ہر مذہب سے جو چاہے کرین - اور

قولہ

کتاب الصلوۃ

قولہ

مذہب صحیح نزدیک ہمارے یعنے نزدیک اہل سنت و جماعت کے تحقیقکہ حق واحد ہے اور تتبع کرنا رخص کا یعنے ہر مذہب سے جو چاہے اختیار کرنا (فسق ہے) پس اس دلیل سے رد المحتار کے مجیب صاحب جو دلیل کہ رد المحتار کی لائے مردود ہے کیونکہ اسکو مذہب صحیح کرکے نہین لکھا ہے بخلاف اسکے ہم جو دلیل کہ لائے ہین اسکو مذہب صحیح کرکے کہتا ہے جیساکہ لکھا والصحیح عندنا ان الحق واحد اور تتبع رخص ہر مذہب کی فسق ہے۔

سوال اگر کوئی کہے کہ امام ابو یوسف ایکروز ایک چاہ کے پانی سے غسل کئے تھے اور بعد نماز کے معلوم ہوا کہ اس کوے مین چوہا گر کر مرگیا تھا کسو نے عرض کیا آپ جس کوے کے پانی سے غسل کئے تھے اسمین چوہا گر کر مرگیا تہا۔ آپنے فرمائے ہم ہمارے بہائیان مدنیان کی تقلید کئے۔ جواب اول ہم اس روایت کو قبول کرتے نہین کیونکہ ظاہر الروایت کے خلاف ہے جواب دوسرا کیونکہ امام ابو یوسف یہ فعل کئے ہونگے کیون کہ امام ابو یوسف مجتہد فی المذہب تھے انکو اپنے اجتہاد کے خلاف کرنا ہرگز جایز نہین۔ اور کہا صاحب رد المحتار

شارح در المختار بحث رسم المفتی مین لان المجتهد مامور بالعمل بمقتضی ظنه اجماعا انتهی یعنے مجتہد مامور ہے ساتھ عمل کے بموجب اپنے اجتہاد کے بالاجماع انتہی۔ وقال فی مسلم الثبوت والعضدی فی شرح مختصر الاصول وتحریر الاصول وغیرها من کتب الاصول لو حکم بخلاف اجتهاده کان باطلا اتفاقا لانه یجب علیه العمل ولا یجوز له التقلید مع اجتهاد غیره اجماعا۔ انتہی یعنے اور کہا مسلم الثبوت اور عضدی شرح مختصر الاصول اور تحریر الاصول مین اور سوائے ان کے اور ون مین جو کتب اصول سے ہین کہ اگر حکم کرے مجتہد بخلاف اجتہاد اپنے کے تو ہوگا وہ حکم باطل بالاتفاق اسواسطے کہ ہے اسپر عمل بموجب اجتہاد اپنے کے اور نہین جایز ہے اسکو

ہدایہ رد المحتار
رد المحتار
مغنی
مسلم الثبوت

احیاء العلوم

تقلید مع اجتہاد اپنے غیر کے بالاتفاق ۔ اور کہا حجت الاسلام نے احیاء العلوم میں ۔

لم یذہب احد من المحصلین الی ان المجتہد یجوز لہ ان یعمل بموجب اجتہاد غیرہ

لا الی ان الذی ادی اجتہادہ فی التقلید الی شخص رآہ افضل العلماء ان یاخذ بمذہب

غیرہ بل علی کل مقلد اتباع مقلدہ فی کل تفصیل فان مخالفتہ متفق علی کونہ

منکرا بین المحصلین انتہی ۔ یعنے نہین گیا کوئی شخص علماء سے اس طرف کہ مجتہد کو

جائز ہے کہ عمل کرے بموجب اجتہاد غیر کے اور نہ طرف اسکے کہ جو مقلد کہ پہنچی رائے

اسکے تقلید مین طرف امام افضل العلماء کے یہہ کہ عمل کرے مذہب غیر پر بلکہ لازم ہے

ہر مقلد پر اتباع اپنے امام کا ہر مسئلہ مین کیونکہ مخالفت اپنے امام کی متفق ہے منکر ہونا

اسکا درمیان علماء کے انتہی ۔ اگر کوئی کہے بعض روایت مین آیا ہے بے ضرورت

بھی تقلید کرنا جائز ہے قول صحیح مین ۔ جواب یہہ قول مبنی ہے اوپر قول متقدمین کے

جوان کے نزدیک تقلید مذہب معین کی کرنا ضروریات سے نتھا ۔ مگر تقلید مذہب

معین کی کرنا علماء متاخرین کے نزدیک ضروریاتِ دین سے ہے اور فتوی

اسی بات پر ہے جیساکہ صراط المستقیم مین شیخ عبد الحق دہلوی مذہب متقدمین اور

مذہب متاخرین کا لکھے ہین اور فتوی مذہب متاخرین پر ہے کرکے تحریر فرمائے

ہین اور اسیطرح سے مولنا شاہ ولی اللہ کتاب انصاف مین لکھے ہین اور مولنا بحر العلوم

عبد العلی قدس سرہ ہم بھی اپنے کتاب مین اسیطرح لکھے ہین ۔ اور وہی رد المحتار

و الادر مختار کے باب الوتر مین لکھا ہے ۔ ذکر العلامۃ افندی ان اعتبار رای المقتدی

فی الجواز وعدمہ متفق علیہ وانما الخلاف انما ہو فی اعتبار رای امام ایضا فالحنفی اذا

رای فی ثوب الامام الشافعی منیا لا یجوز اقتدائہ بہ اتفاقا ۔ انتہی یعنے کہا صاحب

شیخ عبد الحق دہلوی

صراط مستقیم

ردالمحتار شرح درالمختار کے باب الوتر مین ذکر کیا علامہ نوح افندی کہ اعتبار رائے مقتدی کو جواز نماز اور عدم جواز نماز مین متفق علیہ فقہا کا ہے۔ اور خلاف مذکور سوائے اسکے نہین کہ وہ بیچ اعتبار رائے امام کے ہی ہے۔ پس حنفی جبکہ دیکھے امام شافعی المذہب کے کپڑے مین منی تو نہین ہے جائز اقتدا ساتھہ اسکے بالاتفاق تمام ہوا۔ اور کہا درمختار مین کتاب القضا مین کہ شرح وہبانیہ مین جو شرنبلالی کی ہے مذکور ہے۔ قضی من لیس بمجتہد کحنفیۃ زماننا بخلاف مذھبہ عامدا لا ینفذ اتفاقاً انتہی یعنے کہ حکم کیا غیر مجتہد نے جیسے کہ حنفیہ ہمارے زمانے کے بخلاف مذہب اپنے کے عمدًا تو نہ نافذ ہوگا حکم اسکا بالاتفاق تمام ہوا۔ اور ملا علی قاری شرح عین العلم مین لکھتے ہین فلو التزم احد مذہبا کابی حنیفۃ او الشافعی رحمۃ اللہ علیہما فلزم علیہ الاستمرار فلا یقلد غیرہ فی مسئلۃ مسائل انتہی یعنے پس اگر لازم کر لیا کسینے کسی مذہب کو مانند ابی حنیفہؒ کے یا شافعیؒ کے پس لازم ہے اوسکو ہمیشگی پس تقلید نکرے غیر مذہب کی کسی مسئلہ مین مسئلون مین تمام ہوا۔ اور فرمایا ملا علی قاری نے اپنے رسالہ مین جو مؤلف ہے جواب مین قفال کے بل وجب علیہ حتما ان یعین مذہبا من ھذہ المذاہب اما مذھب الشافعیؒ فی جمیع الفروع واما مذھب مالک واما مذھب ابی حنیفہ او غیرھم فلیس لہ ان ینتحل من مذھب الشافعی ما یھواہ ومن مذھب ابی حنیفہ فی الباقی ما یرضاہ لانا لو جوزنا ذالک لادی الی الخبط والخروج من الضبط حاصلہ یرجع الی نفی التکلیف لان مذھب الشافعی اذا اقتضی تحریم شئ ومذھب غیرہ اباحۃ ذالک الشئ او علی العکس فھو ان شاء مال الی الحلال وان شاء مال الی الحرام فلا یتحقق الحل والحرمۃ وفی ذالک اعدام التکلیف وابطال فائدتہ واستیصال قاعدتہ

ردالمحتار شرح درالمختار

درالمختار

ملا علی قاری

وذالک باطل انتہی یعنے واجب ہے مقلد پر وجوبا یہہ کہ لازم پکڑے مذہب معین
ان مذاہب اربعہ سے یا تو مذہب امام شافعیؒ کا جمیع مسائل مین یا مذہب امام مالکؒ
کا جمیع مسائل مین یا مذہب امام ابوحنیفہؒ کا یا امام احمدؒ کا اور نہین ہے اسکے لیے یہہ
کہ چنے اپنے مذہب کے خواہش کے موافق اور مذہب ابوحنیفہ سے بیچ باقی کے جو چاہی
کیونکہ ہم اگر جائز رکھین اسکو تو پہنچاویگا یہہ طرف خبط دین کے اور طرف خروج
دین کے ضبط سے کہ حاصل اسکا اور مرجع اسکا نفی تکلیف کی ہے کیونکہ مذہب شافعی
کا جبکہ ہو مقتضی تحریم کسی شئے کا اور مذہب غیر کا اباحت اوسکے کا یا بالعکس اور
وہ چاہے تو مائل ہو طرف حلال کے چاہے تو مائل ہو طرف حرام کے پس ثبوت
نہ متحقق ہوگی حلت اور حرمت اور یہین انتفا تکلیف کا ہے اور باطل کرنا اوسکے
فائدہ کا اور مٹا دینا اوسکے قاعدہ کا اور یہ باطل ہے انتہی۔ اور فرمایا علامہ قہستانی
نے جامع رموز مین قریب کتاب الاشربہ کے واعلم ان من جعل الحق متعددا
کالمعتزلة اثبت للعامی الخیار فی الاخذ من کل مذہب مایہواہ ومن جعل
واحدا کالعلماء الزمہ العامی ماما واحدا کما فی الکشف فلو اخذ من کل مذہب
مباحۃ صار فاسقا کما فی شرح الطحاوی للفقیہ سعید بن مسعود فیجب
فی المذہب الصلابۃ ای اعتقاد کونہ حقا وصوابا کما فی الجواہر ومشایخنا قالوا
ان مذہبنا صواب یحتمل الخطاء ومذہب غیرنا خطاء یحتمل الصواب کما فی المصفی
یعنے جان تو تحقیق کہ جو شخص کہ حق کو متعدد جانا مانند معتزلہ کے ثابت کیا واسطے
عامی کے اختیار لینے مین ہر مذہب کے جو چاہے نفس اوسکا اور جس شخص نے کہا حق
واحد مانند علماء ہمارے لازم کیئے عامی کو امام واحد جیسا کہ کشف مین ہے

علامہ قہستانی
جامع رموز

پس اگر سے ایا ہر مذہب سے اوسکے مباح کو ہوگیا پورا فاسق جیسا کہ شرح طحاوی مین ہے
جو کہ فقیہ سعید بن مسعود کی ہے واجب ہے مذہب مین پختگی یعنے اعتقاد ہونے حق اور ثواب
کا جیسا کہ جواہر مین ہے اور ہمارے مشایخ نے کہا ہے کہ بیشک ہمارا مذہب صواب
پر ہے اور خطا کا احتمال ہے اور مذہب غیر کا خطا ہے کہ احتمال ثواب کا رکھتا ہے جیسا کہ
مصفے مین ہے تمام ہوا - اور فرمایا شیخ عبد الوہاب شعرانی مالکی نے میزان خضری مین

عبد الوہاب شعرانی رح

واعلم انه لا ینافی ما ذکرناه الزام العلماء للعامة بالتزام مذهب معین لانهم
ما الزموا هم بذلك الا رحمة بهم فلولا الزامهم للعامی بمذهب معین لضل
عن طریق الهدی - یعنے اور جان تو کہ بیشک منافی نہین ہے جو کہ ہمنے اسکو
ذکر کیا ہے لازم کر دینا علماؤن کا عام کے واسطے لزوم ایک مذہب کو کیونکہ انہون
نے لازم نہین کیا ہے یہہ امر مگر واسطے رحمت اون کے پس اگر نہوتا لازم کر دینا
علماؤن کا عامیون کو ایک مذہب پر تو البتہ گمراہ ہو جاتے راستے ہدایت سے پھر
آگے جا کر کہا - اما من لم یصل الی شهود عین الشریعة الاولی فوجب علیه
التقلید بمذهب واحد کما مر تقریره خوفا من الوقوع فی الضلالة و علیه
عمل الناس انتهی یعنے جو شخص کہ نہ پہنچا طرف کھلنے حقیقت شریعت پہلی کے اوسکو
واجب ہے تقلید ایک مذہب کی جیسے کہ گذری تقریر واسطے خوف کے گرنے سے
گمراہی مین اور اسی پر ہے عمل لوگون کا آجکے دن - کہا علی الخواص نے کہ وہ شیخ عبد الوہاب

علی خواص رح

شعرانی کا ہے ما امر العلماء للطالب والمرید بالتزام مذهب معین الا تقریبا
للطریق انتهی یعنے نہین حکم کیا ہے علماؤن نے واسطے طالب اور مرید کے ساتھ
لازم کرنے ایک مذہب کے مگر واسطے نزدیکی راہ صواب کے انتہی ذکر کیا اسکو عبد الوہاب نے

عبد الوہاب رح

میزان خضری مین اور کہا حموی نے شرح اشباہ مین کتاب التعزیر مین و فی الفتح قالوا

ان المنتقل من مذہب الی مذہب باجتہاد و برہان اثم یستوجب التعزیر فبلا برہان واجتہاد اولی انتہی یعنے کہا فتح القدیر مین کہے علماؤن نے تحقیقکہ نقل کرنیوالا ایک مذہب سے طرف دوسرے مذہب کے ساتھہ اجتہاد کے اور ساتھہ برہان کے گناہ سے ہے متوجب ہوتا ہے تعزیر کا پس بلا برہان اور اجتہاد کے بطریق اولی مستوجب تعزیر ہے۔ اور کہا صاحب بحر الرائق نے رسائل زینیہ مین رسالہ رفع الغشاء عن

وقت العصر والعشاء مین وجب علی مقلد ابی حنیفۃ ان یعمل بقولہ لما نقل العلامۃ قاسم فی تصحیحہ عن جمیع الاصولین انہ لا یصح الرجوع عن التقلید بعد العمل بالاتفاق انتہی یعنے واجب ہے اوپر مقلد ابی حنیفہ کے یہہ کہ عمل کرے ساتھہ قول امام ابی حنیفہ رح کے واسطے چیز ایک کے جو نقل کیا علامہ قاسم نے بیچ تصحیح اپنے تمامی اصولین سے بدرستیکہ نہین صحیح ہے رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنے بالاتفاق تمام ہوا۔ اور کہا شیخ عبدالحق دہلوی نے صراط مستقیم مین۔ خانہ دین این چہار است ہر کہ راہے ازین راہ ہا در ہے ازین درہا اختیار نمودہ و براہے دیگر رفتن عبث دیا وہ باشد و کار خانہ عمل از ضبط و ربط افگندن و از مصلحت بیرون افتادن است اگر قصد سلوک طریق و رجوع و احتیاط دار دہم از مذہب واحد روا نیکہ دلیلش احسن و اقوی و فائدہ اش اعم و اتم و احتیاط دران اکثر و وافر بود اختیار کند و راہ رخصت و مسالک حیلہ ندورزی نرود و این طریق متاخران است و شک نیست کہ این طریق منضبط تر و محکم تر است گویند کہ طریق پیشینان برخلاف این بود پیشینان تعین مذہب و اتباع مجتہد واحد از واجبات نمیداشتند انتہی یعنے طریق علماء متاخرین کا وجوب تعین مذہب واحد کا ہے بخلاف علمائے متقدمین کے نزدیک

میزان خضری

حموی شرح اشباہ

بحر الرائق

شیخ عبدالحق

صراط مستقیم

کتاب انصاف

اون کے یہہ واجب نہ تھا۔ اور کہا شاہ ولی اللہ دھلوی نے کتاب اپنے انصاف
مین باب حکایت حال ناس مین۔ اعلم ان الناس کانوا فی المائۃ الاولی والثانیۃ
غیر مجمعین علی التقلید لمذهب واحد بعینه ثم قال وبعد المائتین ظهر فیهم
التمذهب للمجتهدین باعیانهم وقل من کان لا یعتمد علی مذهب مجتهد بعینه وکان
هذا هو الواجب فی ذلک الزمان۔ انتہی جان تو کہ بیشک آدمی تھے صدی اول اور
صدی ثانی مین غیر جمع ہونے والے تقلید ایک مذہب معین پر پھر کہا کہ بعد دوسرے صدی
کے ظاہر ہوئی انہون مین مذاہب مجتہدون کے معین اور کم تھے وہ لوگ جو نہ اعتماد
کرتے تھے ایک مذہب معین پر اور یہہ ہے واجب اس زمانہ مین۔ انتہی پس یہہ تقریر ہے
بعینہ کلام شیخ عبد الحق دہلوی کے اور صاف ظاہر ہے اس سے کہ مراد متقدمین سے
ماقبل دوسو کی ہے اور مراد متاخرین سے مابعد دوسو کے پس صاف معلوم ہوا ان
نقول معتبرہ معتمدہ سے یہہ کہ مذہب علماء اہل سنت وجماعت کا وجوب تقلید مذہب امام
واحد کا ہے۔ اور کہا فتاوے عالمگیری مین کتاب تعزیر مین حنفی ارتحل الی مذهب (فتاوی عالمگیری)
الشافعی یعزر کذا فی جواہر الاخلاطی انتہی یعنے حنفی گیا مذہب شافعی مین تعزیر دیا
جاوے یہہ ہی ہے۔ اور کہا قنیہ مین۔ لیس للعامی ان یتحول من مذهب الی مذهب (جواہر اخلاطی مین)
ویستوی فیه الحنفی والشافعی انتہی یعنے نہین ہے عامی کو پھرنا ایک مذہب سے دوسرے
مذہب کے طرف برابر ہے اس مین کہ مذہب حنفی ہو یا شافعی۔ اور کہا جلال الدین (جلال الدین سیوطی)
سیوطی جزیل المواہب مین قال من مفتی المالکیة من تحول الیوم من مذهبه فبئس
ما صنع انتہی یعنے کہا مفتی مالکی سے جس شخص نے رجوع کیا آج کے دن اپنے
مذہب سے پس برا کیا اس نے جو کہ کیا۔ اور کہا طحطاوی نے شرح در المختار مین بحث (طحطاوی شرح در المختار)

شفق مین قال صاحب الهداية فی التجنیس الواجب عندی ان یفتی بقول
ابی حنیفة علی کل حال انتہی کہا صاحب ہدایہ نے تجنیس مین واجب میرے
نزدیک یہہ ہے کہ فتوی دیا جاوے ساتہہ قول ابی حنیفہ رح کے کل حال مین۔ اور
کہا فتاوی عالمگیری مین کتاب قضا مین۔ ہذا کلہ فی القاضی المجتهد واما المقلد فانما
ولاہ لیحکم بمذهب ابی حنیفة مثلاً فلا یملك المخالفة فیکون معزولا بالنسبة
الی ذالك الحکم هکذا فی فتح القدیر۔ انتہی یہ تمام بیچ حق قاضی مجتہد کے ہے
اور لکن مقلد پس سوا اسکے نہین کہ حکم کرے ساتہہ مذہب ابی حنیفہ رح کے مثلا پس
مالک نہین ہے مخالفت کا پس ہوگا معزول اس حکم مین ایسا ہی ہے فتح القدیر
مین انتہا۔ اور کہا صاحب بحر نے رسالہ مذکورہ مین قال ابن الهمام فی فتح القدیر
فبهذا ظهر ان الصواب ما ذهب الیه ابو حنیفه وان العمل علی مقلدیه وجب
والافتاء بغیره لا یجوز لهم انتہی کہا ابن ہمام نے فتح القدیر مین پس ساتہہ
اوسکے ظاہر ہوا کہ بے شک صواب وہ ہے کہ گئے اوسکے طرف ابو حنیفہ رح
اور بیشک عمل کرنا اوسکے مقلد پر واجب ہے اور فتوی دینا بغیر اوسکے جائز نہین
اونکو انتہی۔ اور فرمایا بحر العلوم مولانا عبد العلی نے شرح تحریر الاصول مین۔
وکذ اللعامی الانتقال فی الحکم من مذهب الی مذهب فی زماننا لا یجوز
لظهور الخیانة انتہی اور اسیطرح عامی کو رجوع کرنا حکم مین ایک مذہب سے دوسرے
مذہب مین نہین جائز ہے بسبب ظاہر ہونے خیانت کے تمام ہوا اور کہا شاہ ولی اللہ
نے عقد جید مین۔ قال فی الاحتساب لو رای الشافعی شافعیا شرب النبیذ وینکح
بلا ولی ویطاها فله ان ینکر لان علی کل مقلد اتباع مقلده ویعصی بالمخالفة

صاحب بحر

بحر العلوم مولانا عبد العلی قدس سرہ

شاہ ولی اللہ

عقد جید

ولو رای الشافعی حنفیا یاکل الضب فلہ ان یقول ما ان یتقد ان الشافعی اولی بالاتباع واما ان یترک ھذا انتہی یعنے کہا احتساب مین اگر دیکھا شافعی نے کسی شافعی کو کہ نبیذ پیتا ہے اور نکاح بغیر ولی کے کرتا ہے اور پہر جماع کرتا ہے پس اسکو پہونچتا ہے کہ منع کرے کیون کہ بیشک ادپر ہر مقلد کے پیروی اپنے امام کی ہے اور گناہگار ہوگا ساتہہ مخالفت کے اور اگر دیکھا شافعی نے حنفی کو کہ کہاتا ہے گھوڑ پہوڑ کو پس اوسکو لازم ہے کہ کہدے کہ اعتقاد کرے اس امر کا کہ شافعی بہتر ہے ساتھ پیروی کے یا چہوڑ دے اسکو تمام ہوا۔ اور کہا امام حجۃ الاسلام امام غزالیؒ احیاء العلوم ہین وقال حجۃ الاسلام فی احیاء العلوم فی الرکن الثانی من الباب الثانی من کتاب الامر بالمعروف لم یذہب احد من المحصلین الی ان المجتہد یجوز لہ ان یعمل بموجب اجتہاد غیرہ ولا الی ان الذی ادی اجتہادہ فی التقلید الی شخص راہ افضل العلماء ان یاخذ بمذہب غیرہ وقال بعد ذالک بل علی کل مقلد اتباع مقلد فی کل تفصیل فان مخالفتہ للمقلد متفق علی کونہ منکرا بین المحصلین انتہی یعنے کہا حجۃ الاسلام نے احیاء العلوم کے رکن ثانی مین جو باب ثانی ہے جو کتاب امر بالمعروف سے ہے کہ نہین گیا کوئی شخص علماء سے اس طرف کہ مجتہد کو جائز ہو عمل کرنا مذہب مجتہد غیر پر اور نہین گیا کوئی شخص علماء سے اسطرف کہ جو شخص کہ پہونچا فکر اسکا تقلید مین ایک شخص کی طرف کہ وہ افضل علماء دین کا ہے یہہ کہ عمل کرین مذہب غیر اوسکے پر اور کہا بعد اسکے بلکہ لازم ہے ہر مقلد پر تابعداری اپنے امام کے ہر مسئلہ مین کیونکہ مخالف ہونا مقلد کو اپنے امام کا منکر ہے باتفاق علماء کے تمام ہوا۔ اور کہا امام غزالیؒ کیمیائی سعادت کے رکن دوم اور

امام غزالی احیاء العلوم

امام غزالیؒ کیمیائی سعادت

اصل نوین مین فرماتے ہین شافعی را روا نبود کہ بر حنفی اعتراض کند چون نکاح بے ولی کند و شفعۂ جوار بگیر د و امثال این۔ اما اگر شافعی مذہب نکاح بی ولی کند یا نبیذ خرما خورد او را منع کردن روا بود کہ مخالفت صاحب مذہب خود کردن نزد ہیچ روا نبود باتفاق محصلان است کہ ہر کہ بخلاف اجتہاد خود یا بخلاف اجتہاد صاحب مذہب خود کار کند او عاصی است پس این بحقیقت حرام است قولہ اور شیخ عبد الحق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین لکہا ہے والآن در حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیما و تشریفا متعارف است کہ چون خبری رسد کہ فلان مرد صالح در بلدی از بلاد اسلام فوت کردہ است شافعیہ نماز بروے میکنند و بعضی حنفیہ نیز با ایشان شریک می شوند از قاضی علی بن جار اللہ کہ شیخ حدیث این فقیر بود پرسیدہ شد کہ حنفیہ چون شریک میشوند در گذاردن این نماز گفت دعائے است میکنند فلا باس انتہی ۔(جواب) قاضی علی بن جار اللہ کا قول بالکل غیر معتبر قابل حجت نہین کسو اسطیکہ بالکل مذہب حنفیہ کے خلاف ہے ۔کیونکہ نماز جنازہ کو مطلقاً دعائے است میکنند فلا باس کہنا جائز نہین کسواسطیکہ اگر نماز جنازہ کو فقط دعا ہی ہے کہتے ہین تو منہہ کو طرف قبلہ کے کرنا نماز جنازہ مین کچہہ ضرور نہین جیسا کہ دوسرے دعاؤن مین ضرور نہین حالانکہ یہہ جائز نہین۔ اور دوسری بات یہہ ہے کہ دعا کرنے کے لئے وضو ضرور نہین مثلاً کوئی شخص نماز سے فارغ ہوچکا بعد نماز کے پیشتر از دعا کے وضو اسکا ساقط ہوگیا وہ شخص اسی حالت سے دعا کیا تو جائز ہے بخلاف نماز جنازہ کے اور تیسری بات یہہ ہے کہ بیٹہکر دعا مانگنا جائز ہے بلکہ بعض مقامون مین مستحب ہے بخلاف نماز جنازہ کے بیٹہکر پڑہنا جائز نہین۔ اور چوتہی بات یہہ ہو کہ حالت جنب مین اگر کوئی دعا مانگا تو جائز ہے بخلاف نماز جنازہ کے جائز نہین۔ اور پانچوین بات یہہ ہو کہ

قولہ

جواب

کہ نماز مین ستر عورت فرض ہے اگر کوئی شخص بہ نیت دعا اس فرض کا خلاف کر کے
دعا مانگا تو جائز ہے بخلاف نماز جنازہ کے ہرگز جائز نہین الحاصل اسطرح بہت سے
صورتین ہین کہ نماز جنازہ کو مطلق دعا سے کہنا جائز نہین علی الخصوص بمقابلہ سب سوال کے
جو شیخ عبدالحق دہلوی پوچھتے ہین کہ حنفیہ چون شریک میشوند در گذاردن این نماز شیخ علی
بن جاراللہ اس سوال کا جواب دیتے ہین دعا ئے است میکنند فلا باس۔ یہہ جواب
شیخ علی بن جاراللہ کا کیونکر صحیح ہوگا کسواسطے سائل سوال کرتے ہین۔ (در گذاردن این نماز
شیخ علی بن جاراللہ کہتے ہین دعا ئے است میکنند فلا باس۔ یہہ جواب شیخ علی بن جاراللہ
کا صاف امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے خلاف ہے کیونکہ خود شیخ عبدالحق دہلوی
مذہب امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا لکھتے ہین۔ در مذہب امام ابو حنیفہ و مالکیہ رحمہم اللہ آنست
آنست کہ جائز نیست زیرا کہ از شرائط صحت نماز بر جنازہ آنست کہ میت در پیش روئے مصلی
بود و این در غائب معلوم نمیشود۔ جب امام ہمامؒ فرما چکے کہ نماز جنازہ صحیح ہونے کے
شرطون سے ایک شرط یہہ ہے کہ میت روبرو مصلی کے ہووے۔ اور یہہ شرط صلوۃ
غائب مین معلوم نہین ہوتی۔ اور علماء متقدمین اور متاخرین حنفی مذہب کے کوئی ایک
اس بات کے قائل نہین کہ باوجود نماز جنازہ کے شرطون سے کوئی ایک شرط
فوت ہوتے بھی نماز جنازہ جائز ہے۔ اور قاضی علی بن جاراللہ مجتہد فی بعض المسائل بھی
نتھے اگر ہوتے تو بھی قول انکا قابل حجت نہین اور قول غیر معتبر مقبول نہین۔ قاضی علی بن جاراللہ
پر لازم تھا کہ تقلید اپنے امام ہمام رحمتہ اللہ علیہ کی کرتا جیسا کہ شیخ ابن ہمام نے
تحریر الاصول مین لکھا ہے۔ وقال ابن الہمام فی تحریر الاصول وشارحہ فی شرحہ
المسمی بالتیسیر شرح التحریر غیر المجتہد المطلق یلزمہ عند الجمہور التقلید وان

شیخ عبدالحق دہلوی

قاضی علی بن جاراللہ

شیخ ابن ہمام

تحریر الاصول

کان مجتہدا فی بعض المسائل اور کہا حموی نے شرح اشباہ مین کتاب التعزیر مین

و فی الفتح قالوا ان المنتقل من مذهب الی مذهب باجتهاد و برهان اثم یستوجب

التعزیر فبلا برهان و اجتهاد اولی۔ انتہی یعنے کہا فتح القدیر مین کہے علماؤن نے

تحقیقکہ نقل کرنیوالا ایک مذہب سے طرف دوسرے مذہب کے ساتھہ جتہاد اور برہان گے

گناہ سے مستوجب ہوتا ہے تعزیر کا پس بلا برہان اور جتہاد کے بطریق اولی مستوجب

تعزیر ہے۔ اور کہا صاحب بحر نے رسالہ مذکورہ مین قال ابن الهمام فی فتح القدیر

فبهذا ظهر ان الصواب ما ذهب الیه ابو حنیفة وان العمل علی مقلد یه واجب

والافتاء بغیره لا یجوز لهم۔ اور کہا طحطاوی نے شرح درمختار مین بحث شفق مین

قال صاحب الهدایة فی التجنیس الواجب عندی ان یفتی بقول ابی حنیفه علی کل حال۔

انتہی اور فتاوی عالمگیری مین کتاب قضا مین ہے هذا کله فی القاضی المجتهد واما المقلد

فانما ولاه لیحکم بمذهب ابی حنیفة مثلا فلا یملك المخالفة فیکون معزولا بالنسبة الی

ذالك الحكم هكذا فی فتح القدیر انتہی۔ اور وہ جو سراج الفتوی کے ساتھہ چہے صفحے

لکھکر ملحق کئے ہین۔ اس اشاعت فتوی کے آٹوین صفحہ مین مرقوم ہے۔ (قولہ اور جو

احناف نماز جنازہ مین شافعی امام کے ساتھ شریک ہوے وہ بتقلید مذہب شافعی کے

تہا تو اسکے عدم جواز پر بنگلوری فتوی کی کوئی عبارت دلالت نہین کرتی (جواب) سبب ضرورت

شافعی مذہب کی تقلید کی کیا ضرورت۔ ولو بالفرض ہم قبول ہی کئے وہ لوگ تقلید

شافعی مذہب کی کئے۔ حنفی جس مسئلہ مین شافعی مذہب کی تقلید کرتا ہے تو اس مسئلہ

مین گویا کہ وہ شافعی ہے۔ اور اس مسئلہ مین پورے طور سے شافعی مذہب کے مطابق

عمل کرنا ضرور ہے۔ مثلا جب حنفی نماز جنازہ پڑہا تو شافعی کے پیچہے شافعی مذہب کی

صاحب فتح

طحطاوی

فتاوی عالمگیری

تقلید کرنا اسوقت وہ سب احناف کو ضرور نتھا ئیت فرض کی کرنا۔ اور سورہ فاتحہ بہی بہ
نیت قرائت پڑہنا فرض تہا۔ اور تکبیرات بولنے کے وقت رفع یدین بہی کرنا سنت
تہا غرض ان امور کو کوئی ایک شخص بہی نہین کیا۔ یا کیے ہو تو بعض اشخاص بعض
امور کئے ہونگے اور بعض امور کو ترک کئے۔ در صورت اول تقلید کہان ہوی۔ جیساکہ
مدرسہ مین بہی جب بعض اہل علم کے رائے سے صلوٰۃ علی الغائب پڑہی گئی
امام شافعی مذہب تہا اور مقتدیان اکثر احناف تہے کسو نے شافعی مذہب کے
مطابق عمل نہین کیا اور سب احناف حنفی مذہب کے مطابق نماز جنازہ پڑہے اور جب
نماز جنازہ احناف اپنے مذہب کے مطابق پڑہے تو جو شروط کہ حنفی مذہب مین
لازم تہے نہین ادا ہوے جب شرط ادا نہین ہوی تو وہ نماز جائز نہین۔ اور در
صورت ثانی بعض کام حنفی مذہب کے مطابق اور بعض کام شافعی مذہب کے
مطابق ہوے یہہ تو تلفیق ہوی۔ اور تلفیق چارون آئمہ کے نزدیک باطل
ہے (قولہ) اور مدارج النبوۃ مین قاضی علی بن جار اللہ جو لا باس نقل کرتا ہے تمرہ مدارج النبوۃ
شافعیہ کے تقلید سے حنفیہ نماز جنازہ مین شریک ہونے کے جواز پر محمول ہے
(جواب) بے ضرورت جو کام کہ امام ہمام کے نزدیک جائز نہین اسکو
شافعی کی تقلید کرکے کرنا کب جائز ہے۔ (جواب) دوسرا احناف تقلید کئے جواب
یا تلفیق ابہی اسکا بیان کر چکا ہون۔ اور تقلید بے ضرورت کے عدم جواز پر
کئی کتب معتبرہ سے لکہا ہون نظر انصاف سے دیکھو۔ اور اسی اشاعت کے آٹھوین جواب دوسرا
صفحہ مین مرقوم ہے۔ فقہا کہتے ہین نماز جنازہ من وجہ دعا ہے اور من وجہ نماز
ہے۔ دعا ہونے کی وجہ سے اسمین قرائت اور رکوع اور سجدہ نہین۔ اور نماز

جواب

ہونے کے وجہ سے نماز کے شرایط اسمین لازم ہوتے ہین۔ (جواب) جب
آپ خود اس بات کے قائل ہو چکے یعنے فقہا کہتے ہین نماز جنازہ من وجہ
دعا ہے۔ اور من وجہ نماز ہے۔ اور نماز ہونے کے وجہ سے نماز کے شرایط
اسمین لازم ہوتے ہین۔ پس یہی بات یعنے شرایط نماز اسمین لازم ہونے کے
سبب سے شیخ عبدالحق دہلوی بھی مدارج النبوۃ مین امام اعظم کا مذہب بیان فرمائے
ہین۔ بدانکہ در گذاردن نماز جنازہ بر غائب علما را اختلاف است امام شافعی و امام
احمد و جمہور سلف میگویند کہ جائز است و مذہب امام ابوحنیفہ و مالکیہ رحمہم اللہ آنست
کہ جائز نیست۔ زیرا کہ از شرایط صحت نماز آنست کہ میت در پیش روئے
مصلی بود و این در غائب معلوم نمیشود۔ و حجت آئمہ کہ تجویز میکنند قصہ نجاشی است
پس معلوم میشود کہ بودن میت در پیش روئے مصلی شرط نیست۔ و آئمہ کہ منع
میکنند از قصہ نجاشی جواب میگویند کہ آنجا نماز بر غائب نبود بلکہ زمین را طی کردہ
جنازۂ او را بر آنحضرت ظاہر ساختند یا جنازۂ او را در پیش آنحضرت حاضر آوردند
و دیدن اہل جماعت شرط نیست۔ و واحدی در تفسیر خود از ابن عباس آوردہ
کہ گفت کشف کردند از برائے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم از سریر نجاشی تا بدید و نماز
بگزارد پس این از خصائص آنحضرت است صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ و آمدہ است کہ در
تبوک نیز نماز گزارد بر صحابی کہ در مدینہ فوت کردہ بود و نام او معویہ بن معویہ لیثی
بود و فرمود ہفتاد ہزار فرشتہ بروے نماز گزارد و این فضل از جہت بسیار خواندن
او بود سورۂ اخلاص را و آلان در حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیما و تشریفا متعارف
است کہ چون خبر میرسد کہ فلان مرد صالح در بلدے از بلاد اسلام فوت کردہ است

واحدی در تفسیر خود

شافعیہ نماز بروے میکنند وبعضی حنفیہ نیز باایشان شریک میشوند از قاضی علی بن جاراللہ
کہ شیخ حدیث این فقیر بود پرسیدہ شد کہ حنفیہ چون شریک میشوند و رگزاردن این نماز
گفت دعائے است میکنند فلا باس اور شیخ عبدالحق دہلوی مدارج النبوۃ کے جلد
اول مین تحریر فرمائے ہین۔ (وآنحضرت بر ہر غایبی نماز نگزاردے اما صحیح شدہ کہ
بر نجاشی کہ در حبشہ مرد نماز گزارد وگفت بصحابہ برادرے از ان شما مردہ بروے
نماز گزارید پس بمصلی آمد ونماز بگزارد با صحابہ وتکبیر گفت چہار تکبیر۔ و بر معاویہ لیثی نیز
بگزارد در وقتیکہ در غزوہ تبوک بود ومعاویہ در مدینہ پس جبریل آمد وخبر کرد وگفت
بآنحضرت آیا دوست می داری کہ طے کنم برائے تو زمین وبگزاری بروے نماز فرمود
نعم پس زد جبرئیل بازوے خود را وبر انداخت ہر درخت وتل کہ درمیان بود
برداشت حجاب از میان۔ ودر روایتی برداشت سریر او را وآورد نزد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس بگزارد آنحضرت نماز بروے دو صف از ملائکہ خلف
وے در ہر صف ہفتاد ہزار فرشتہ پس پرسید آنحضرت کہ بچہ دریافت وے
یا جبرئیل این درجہ را گفت بدوست داشتن وے قل ہو اللہ احد وخواندن وی
آنرا در آمدن و رفتن ونشستن وبرخاستن۔ وفقہا در نماز بر غایب اختلاف کردہ اند
شافعی واحمد میگویند نماز بر غایب مطلقاً سنت است وابو حنیفہ ومالک مطلقاً منع میکنند۔
وبعضی تفصیل میکنند کہ اگر میت در شہرے وفات کردہ کہ بروے نگزاردہ اند بگزارند
واگر گزاردہ اند فرض ساقط شدہ حاجت نیست۔ وبعضی میگویند کہ جواز آن در
روزے است کہ مردہ است دران روز یا نزدیک بآن نہ بر تقدیر طول عہد وحنفیہ
ومالکیہ کہ قائل اند بمنع مطلقاً از قصہ نجاشی جواب میدہند کہ مکشوف گشت برآنحضرت

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

جنازہ وبرداشتہ شد پردہ از ان یا آوردہ شد جنازہ وے در حضرت رسول ﷺ بطریق طے ارض پس نماز بگزارد بر وے و وے دید و مردم دیگر ندیدند پس چنان شد کہ نماز کنند بر جنازہ کہ امامش می بیند و قوم نمی بینند درینصورت خود جائز است باتفاق این نیز آنچنان باشد چنانچہ در قصہ معاویہ لیثی آمدہ است الخ۔

اب ہم اہل انصاف سے یہہ پوچھتے ہین کہ جناب شیخ عبدالحق دہلوی اس عبارت کے ابتدا مین جو تحریر فرمائے ہین۔ و آنحضرت بر ہر غائبی نماز نگزاردے۔ پس اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر غائب پر نماز درست نہین۔ اور دوسری بات یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جنازہ غائب پر نماز کہان پڑہے ہے بلکہ جن جن جنازہ پر پڑہے ہے وہ تو آنحضرت کے روبرو تہے چنانچہ عبارت شیخ کی جو تحریر فرمائے ہین آوردہ شد جنازہ وے در حضرت رسول بطریق طے ارض پس نماز بگزارد بر وے و وے دید و مردم دیگر ندیدند۔ اور در مختار مین ہے در مختار ۱۲

وبشرطہا ایضاً حضورہ ووضعہ وکونہ ہو او اکثرہ امام المصلی وکونہ للقبلۃ فلا تصح علی غائب ومحمول علی نحو دابۃ وموضوع خلفہ۔ خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ میت پر نماز پڑہنے کے شرطون سے ایک شرط یہ ہے کہ میت حاضر ہووے اور رکہی ہوی ہووے زمین پر اور ہونا اس میت کا پورا جسم یا اکثر اور روبرو مصلے کے ہونا۔ اور طرف قبلہ کے رہنا پس نہین درست ہے نماز اوپر مردہ کے جو غائب ہے بسبب نہ پائے جانے شرط موجودگی کی۔ اور نہ اسپر جو اٹھایا ہوا ہو اوپر سواری پر یعنے کسی گاڑی یا جانور یا لوگون کے مونڈون پر بسبب نہ پائے جانے شرط رکہے جانے کی زمین پر اور نہ اوسپر جو رکہا ہوا ہو

نمازی کے پیچھے۔ اور جتنے چیزین تمامی نمازین صحیح ہونے کے لیے شرط ہین
عالمگیری ویساہی نماز جنازہ صحیح ہونے کے لئے بھی شرط ہین جیساکہ عالمگیری ہین ہے
وکل مایعتبر شرطا لصحة سائر الصلوٰة من الطہارة الحقیقة والحکمیة و
استقبال القبلة وستر العورة والنیة یعتبر شرطا لصحة صلوٰة الجنازة۔
اور جو چیز کہ تمامی نمازون کو فاسد کرتی ہے وہ چیز نماز جنازہ کو بھی فاسد کرتی
عالمگیری ہے مگر محاذاۃ عورت کا جیسا عالمگیری مین ہے۔ وتفسد صلوٰة الجنازة
بما تفسد بہ سائر الصلوٰة الا محاذاة المرأة۔ پس ان دلائل معتبرہ سے صاف
ثابت ہوچکا کہ نماز جنازہ کو (مطلقا) دعائے ہست کہ میکنند فلاباس کہنا بالکل غلط
ہے۔ لا اصل لہ اور جو چیز کہ حنفی مذہب ہین فرض ہے شرط ہو یا رکن اسکو وہ
شافعی امام ادا نہین کرتا ہے جیساکہ نماز جنازہ غائب مین میت روبرو مصلی کے
رہنا حنفی مذہب مین شرط ہے اور شافعی کے مذہب ہین شرط نہین پس جب وہ
امام شافعی سے شرط فوت ہوگئی تو اسکے پیچھے اقتدا درست نہین جیساکہ درالمختار
درالمختار مین ہے۔ لکن فی وتر البحران تیقن المراعاة لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان
شک کرہ۔ یعنے لکن بحرالرائق کے وتر کے بحث مین یہہ تفصیل ہے کہ اگر
مقتدی یقین کرے مراعات امام کا یعنے یہ جانے کہ فرض مین جو شرطین اور
رکن ہے مقتدی کے اعتقاد مین ہین امام اونکی رعایت کریگا تو اقتدا مکروہ نہوگا
یا عدم مراعات کا یقین کرے تو اقتدا صحیح نہوگا اور اگر شک کریگا مراعات اور عدم
درالمختار مراعات مین تو اسصورت مین اقتدا مکروہ ہوگا۔ غایة الاوطار۔ اور رد المحتار حاشیہ
درالمختار مین تحت ہین اس قول کے لکہا ہے۔ قولہ لکن فی وتر البحر الخ

هذا هو المعتمد لان المحققین جنحوا الیہ وقواعد المذهب شاهدة
علیہ وقال کثیر من المشایخ ان کان عادته مراعاة مواضع الخلاف
جاز والا فلا ذکرہ السندی المتقدم ذکرہ ح قلت وهذا بناء علی
ان العبرة لرائی المقتدی وهو الاصح یعنی یہہ وہ معتمد ہے کسو اسطیکہ
تحقیق کہ محققین میل کیئے طرف اسکے اور قواعد مذہب شاہد ہے اوپر اوس کے
اور کہے اکثر مشایخ اگر ہوگی عادت اسکی رعایت کرنیکی مواضع خلاف مین
اقتدا جائز ہے نہین تو جائز نہین ذکر کیا اسکو سندی جو مقدم ہوا ذکر اُس کا۔
(حاوی قدس) اور یہہ بنا کرنے اوپر اس بات کے ہے تحقیق کہ اعتبار واسطے
رائے مقتدی کے ہے اور وہی صحیح تر ہے انتہی اور یہی رد المحتار حاشیہ در المختار رد المحتار
مین تحت مین اس قول کے لکھا ہے۔ قولہ ان یتقن المراعاة لم یکرہ الخ۔
ای المراعاة فی الفروض من شروط وارکان فی تلک الصلوٰة وان لم
یراع فی الواجبات والسنن هو الظاهر سیاق کلام البحر وظاهر
شرح المنیة ایضًا حیث قال واما الاقتداء بالمخالف فی الفروع۔
کالشافعی فیجوز مالم یعلم منه ما یفسد الصلوٰة علی اعتقاد المقتدی
علیہ الاجماع انما اختلف فی الکراهة اھ فقید بالمفسد دون غیرہ کما
تری وفی رسالة الاهتداء فی الاقتداء لملا علی القاری ذهب عامة مشا
ئخنا الی الجواز اذا کان یحتاط فی موضع الخلاف والا فلا والمعنی انه یجوز
فی المراعی بلا کراهة الخ یعنی اگر مقتدی یقین کرے مراعات امام کا نہین مکروہ
ہے یعنی رعایت کرنا امام کا فرضون مین جو شرطان اور ارکان ہین اس نماز مین

اگرچہ نہ رعایت کرے واجبات اور سنن ہین جیساکہ وہ ظاہر ہے سیاق کلام بحر سے اور ظاہر کلام شرح منیہ کا بہی جائے ایک کہ کہا اور لکن اقتداء ساتھہ مخالف کے بیچ فروع کے مانند شافعی کے پس جائز ہے جبتک نہ معلوم ہو اس امام سے جو چیز کہ توڑتی ہے نماز کیتین اوپر اعتقاد مقتدی کے اوپر اس بات کے بہی (اجماع) نہین اختلاف کیا گیا اگر کراہت مین (حاصل اس کلام کا یعنے نہین اختلاف کیا گیا مگر کراہت مین یہہ ہے یعنے اختلاف جو علماء کا ہے شافعی کے اقتدا کرنا مکروہ ہے یا نہین اسوقت پر ہے جو اس سے نماز کو توڑنیوالی چیز واقع نہو اگر واقع ہوگی تو بالاجماع جائز نہین) پس قید کیا فساد کا نہین غیر کا اسکے جیساکہ دیکہتا ہے تو اوربیچ رسالہ اہتداء فی الاقتدا مین ملا علی قاری کے ہے گئے اکثر مشائخ طرف جواز کے جسوقت کہ احتیاط کرے موضع خلاف مین اور اگر نہین رعایت کرتا ہے تو نہین جائز ہے اور معنی یہہ ہے جائز ہے اقتدا کرنا جو شخص کہ رعایت کرتا ہے موضع خلاف مین بلا کراہت انتہی۔ پس صلوٰۃ علی الغائب مین اگرچہ امام شافعی ہو اسکے پیچہے حنفی اقتدا کرنا ہرگز جائز نہین کسواسطیکہ صلوٰۃ علے الغائب مین شافعی کے پیچہے اقتدا کرنے سے دو شرط فوت ہوتے ہین۔ ایک شرط یہہ ہے کہ میت روبرو مصلی کے رہنا ضرور ہے دوسری شرط یہ ہے کہ میت قبلہ کے طرف رہنا ضرور ہے یہہ ہر دو شرط صلوٰۃ غائب مین شافعی کے پیچہے اقتدا کئے تو مفقود ہو جاتے ہین جیساکہ درالمختار سے لکہا ہون اور یہی بار ثانی اسکے طرف اشارہ کرتا ہون (وشرطہا ایضاً حضورہ ووضعہ وکونہ الخ) پس ان دلائل سے صاف معلوم ہو چکا کہ جو بعض اہل علم مدراس جو صلوٰۃ علے الغائب کو شافعی مذہب الا اگر امام ہو تو جائز ہے کرکے جو کہتے ہین بالکل

وہ لوگ کتب حنفیہ سے ناواقف ہین اگر واقف ہوتے تو کس بنا پر یہ فعل ناجائز کو اختیار کئے خدا تعالیٰ ہمارے برادران اہل سنت کو توفیق اچھی دیوے۔ آمین **قولہ** بلکہ جماعت ثانیہ کے ساتھ امام بنکر نماز جنازہ پڑھنا خود بعض اکابر علماء حنفیہ سے ثابت ہے چنانچہ علامہ ذہبی نے الخ **جواب** حنفی مذہب کے بعض علماء نے یہ فعل کئے تو دوسرے حنفیہ کو ضرور نہین کہ اونکی تابعداری کرین کیونکہ جو حکم کہ امام اعظم رضی اللہ ورحمہ اللہ سے صادر ہوا ہے اسکے خلاف یعنے اس حکم کے خلاف کرنا ہرگز جائز نہین جیسا کہ کہا ہے شیخ ابن ہمام نے تحریر الاصول مین وقال الشیخ ابن الھمام فی تحریر الاصول وشارحہ فی شرحہ المسمی بالتیسیر شرح التحریر غیر المجتہد المطلق یلزمہ عند الجمہور التقلید وان کان مجتہدا فی بعض المسائل انتھی اور کہا صاحب بحر نے رسالہ مذکورہ مین قال ابن الھمام فی فتح القدیر فبھذا ظھر ان الصواب ما ذھب الیہ ابو حنیفۃ ان العمل علی مقلد بہ واجب والافتاء بغیرہ لایجوز لھما انتھی اور طحطاوی نے شرح درمختار مین بحث شفق مین قال صاحب الھدایۃ فی التجنیس الواجب عندی ان یفتی بقول ابی حنیفۃ علی کل حال انتھی اور کہا فتاوی عالمگیر مین کتاب قضا مین ھذا کلہ فی القاضی المجتہد واما المقلد فانما ولاہ لیحکم بمذھب ابی حنیفۃ مثلا فلا یملک المخالفۃ فیکون معزولا بالنسبۃ الی ذلک الحکم ھکذا فی فتح القدیر انتھی پس اس روایت تحریر الاصول اور شرح اسکی تیسیر شرح تحریر سے صاف

ظاہر ہے کہ غیر مجتہد مطلق اگرچہ وہ مجتہد بعض مسائل مین ہو اسکو اپنے امام کی تقلید کرنا لازم ہے کیون حضرت شیخ الحنیفہ جمال الدین حصیری کا جوٹھا بنیا امام ہو کے نماز پڑہنا حنفی مذہب کے روسے بیجا ہے یا بجا ہے غور فرماؤ (**قوله** اور نماز دوبارہ پڑہنے مین میت کے مذہب کو اعتبار نہین بلکہ اعتبار نماز پڑہنے والون کو ہے چنانچہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پرچہے بار نماز جنازہ پڑہے ہتے۔ (**جواب**) دوبارہ نماز پڑہنے مین جسوقت اعتبار میت کے مذہب کو نہین بلکہ اعتبار نماز پڑہنے والون کو ہے تو اس دلیل سے حنفیہ کو کیا الزام ہے کیونکہ اس زمانہ مین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جب انتقال فرمائے ہتے بہت سے ائمہ ہتے جیسے کہ امام اوزاعی وغیرہ اور ان لوگ کے تابعدار بھی ہزار ہا تھے اگر وہ لوگ نماز جنازہ دوبارہ پڑہنے سے کیا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کو کچہ الزام ہوسکتا ہے۔ ہرگز ہرگز نہین ہان اگر امام ہمام کسی میت پر دوبارہ پڑہو کرکے فرمائے ہوتے یا آپ کسی میت پر دوبارہ پڑہے ہوتے۔ یا آپ کے شاگردان امام ابویوسف اور امام محمد اور امام زفر وغیرہ رح وہ فعل کئے ہوتے تو البتہ احناف کو کچہ الزام ہوتا پس اس صورت مذکورہ مین یہ بات کوسون دور ہے حنفیہ کو کچہ ضرور نہین کہ اسپر عمل کرین **قوله** اور شافعی مذہب مین جب نماز جنازہ پہلی جماعت کے ساتہہ پڑہا ہوا شخص بار دیگر پڑہتا تو اسکی نماز نفل ہوجاتی ہے اور نفل نماز پڑہنے والے کی اقتدا فرض نماز پڑہنے والا کرنا شافعیہ کے پاس صحیح ہے (**جواب**) شافعی مذہب مین جب پہلی جماعت کے ساتہہ پڑہا ہوا شخص دوسرے بار پڑہنا جائز ہوتا تو نزدیک محققین شافعیہ کے البتہ جائز ہوتا بلکہ وہ لوگ جن کے قول پر مدار شافعی مذہب کا ہے مانند امام نووی رح

اپنے تصنیفات معتبر میں لکھے ہیں جیسا کہ منہاج میں مرقوم ہے ومن صلی لا نعید
ای لا تستحب له الاعادة (علی الصحیح) اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ
روضۃ الطالبین میں فرماتے ہیں و اذا صلی علی الجنازۃ فی جماعۃ ثم
حضر اخرون فلهم ان یصلو علیها جماعة او فرادی
وصلاتهم یقع فرضا کالاولین و اما من صلی منفردا فلا تستحب
له اعادتها فی جماعة علی الاصح یعنے جب نماز پڑھ چکا کوئی جنازہ کے ساتھ
جماعت کے پس پیچھے حاضر ہوی دوسری جماعت پس پہونچتا ہے اس جماعت کو کہ نماز
پڑھیں وہ جماعت کرکے یا فرادی اور نماز ان لوگ کے جو جماعت ثانیہ کرکے پڑھے
یا تنہا واقع ہوتی ہے فرض کرکے مانند اولین کے۔ اور لکن وہ شخص جو تنہا پڑھ چکا
ہے پس مستحب نہیں واسطے اسکے اعادہ کرنا اس نماز کا اوپر مذہب اصح کے اور مولانا
مولوی سراج العلما محمد سعید اسلمی معید الطالبین میں لکھے ہیں واما ہر کہ منفرد بر جنازہ
نماز گذاردہ باشد اعادۂ آن با جماعت او را مستحب نبود بر وجہ اصح و در شرح روض
گفتہ کہ اعادۂ نماز جنازہ خواہ بجماعت باشد و خواہ بانفراد خلاف اولی در حق کسیکہ
آن نماز گذاردہ باشد مطلقا یعنے بجماعت گذاردہ باشد یا بانفراد زیرا کہ معاد نفل
است و تنفل بایں نماز جائز نیست و در تحفہ گفتہ چون اعادہ کند بطریق نفل واقع
گردد و در شرح روض از مجموع نیز این را نقل کردہ چنانکہ پیشتر ہم گفتہ شد انتہی
اگر کوئی کہے صاحب مغنی و صاحب تحفہ اور ما سوائے انکے کہتے ہیں نماز جنازہ
دوبارہ نہ پڑھنا چاہئے اگر کوئی اعادہ کیا تو نفل ہوتی ہے علی الصحیح۔ **جواب**
اعانۃ الطالبین شرح فتح المعین والا کہتا ہے (قوله اعادتها مع

جماعة وبالاولی عدم اعادتها منفردا وانما لم یندب اعادتہا لان المعاد نفل وھذہ لا یتنفل بہا لعدم ورود ذلك شرعاً ۔ اور صاحب مغنی کہتا ہے ومن صلی علی میت منفردا او فی جماعة لا یعیدھا الا یسن له اعادتھا علی الصحیح لان الجنازة لا یتنفل بھا لعدم ورود ذالك شرعاً

جواب دوسرا شافعی مذہب مین ایک قاعدہ کلیہ ہے اور وہ یہ ہے وہر گاہیکہ خلاف قوی باشد آن وجہ را اصح گویند ومقابل صحیح ہے واگر خلاف ضعیف بود آن وجہ را صحیح نامند ومقابل او خطا است مفید الطالبین ۔ اور شافعیہ اس بات کے قائل ہین جب کوئی ایک بار نماز جنازہ پڑھ چکا ہے دوسرے بار وہ شخص اعادہ نہ کیا چاہئے اگر کوئی کیا تو وہ نماز نفل نماز ہوتی ہے نزدیک بعض کے علی الصحیح ۔

جواب اسکا یہ ہے جو قاعدہ کہ اب بیان کیا گیا ۔ یعنے واگر خلاف ضعیف بود آن وجہ را صحیح نامند ومقابل او خطا است پس نظر کرتے اس قاعدہ کے اگر کوئی اعادہ کیا تو وہ نماز نفل ہوتی کرکے کہتے ہین علی الصحیح یہ دعوی کیونکر صحیح ہوگا کیونکہ امام نووی فرماتے ہین لا یعید علی الصحیح یہ قول امام نووی کا معتبر اور مغنی بہ ہے ۔ حالانکہ صاحب مغنی کہتا ہے والرابع تکرہ اعادتھا والخامس تحرم ۔ قولہ احناف کے نماز جو شافعی مذہب کی تقلید کرکے پڑھتے ہین اسکے پیچھے صحیح ہوگی ۔ جواب تقلید شافعی مذہب کی کرنا جائز ہے یا جائز نہین اور ہرگز دوبارہ اعادہ کرنے کی حاجت نہین ۔ اب یہ بات باقی رہی وہ احناف جو شافعی مذہب کی تقلید کرکر پڑھتے ہین اسکے پیچھے صحیح ہوگی یا نہین (جواب) احناف شافعی مذہب کے پیچھے اقتدا کئے ۔ یہہ وہ شخص ہے جو دوبارہ نماز جنازہ مین امام

ہو کر نماز پڑہتا ہے اسکے پیچھے اقتدا کرنا حنفیہ کو ہرگز جائز نہین ۔ ماسوا اسکے احناف تقلید کہان سے کئے بلکہ تلفیق کے مرتکب ہوئے اور تلفیق باتفاق ائمہ اربعہ باطل ہے کیونکہ حنفی جس مسئلہ مین شافعی کی تقلید کی اس مسئلہ کو بجمیع وجوہ شافعی امام کی حکم کے مطابق کرنا لازم تہا مثلاً نماز جنازہ مین حنفی جب شافعی کی تقلید کر کر پڑہتا تو اس حنفی کو ضروریہ تہا کہ اس نماز جنازہ کو موافق شافعی مذہب کے ادا کرنا یعنے اس نماز مین سورہ فاتحہ بہ نیت قرأت پڑہنا فرض تہا حالانکہ وہ احناف ایک آیت بہی سورہ فاتحہ کی نہ پڑہے اور دوسری بات یہ تہی کہ فرض کی نیت کرنا تہا وہ بہی نہین کئے پس نظر کرتے ان وجوہات کے تقلید تو کوسون دور رہتی بلکہ پوری پوری طور سے تلفیق ہوگئی ۔ **قولہ** امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے منہاج مین فرمایا وتصح قدوۃ المودي بالقاضي والمفترض بالمتنفل الخ (جواب اول) بیشک امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس نماز نفل کے پڑہنے والے کے پیچھے فرض پڑہنے والا اقتدا کرنا درست ہے فرماتے ہین جو وہ نماز نفل رکوع اور سجود والی ہو وہ نفل جو نماز جنازہ مین ہے کیونکہ نماز جنازہ مین نفل ہو نہین سکتی جیسا اعانۃ الطالبین وغیرہ سے مذکور ہوا اور یہی امام نووی کے منہاج سے صاف معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے وتصح قدوۃ المودي بالقاضي والمفترض بالمتنفل الخ یعنے صحیح ہے اقتدا کرنا ادا نماز پڑہنے والے کا قضا پڑہنے والے کے ساتھ اور فرض پڑہنے والا نفل (جواب دوسرا) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ خود جو شخص کہ دوبارہ نماز جنازہ پڑہنے کے باب مین وہی منہاج فرماتے ہین ومن صلی لا یعیدھا علی الصحیح یعنے جو شخص کہ نماز پڑہا تہا نہ اعادہ کرے وہ شخص دوبارہ او پر مذہب صحیح کے ۔ پہر انکے مقلدین امام نووی پر تہمت کرتے ہین کہ نماز جنازہ دوبارہ پڑہنے والے کے پیچھے فرض نماز پڑہنے والا اقتدا کرنا درست ہے کرکے ۔ اگر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

کسی کتاب مین ایسی نفل پڑہنے والے کے ساتہہ فرض نماز پڑہنے والا اقتدا کرنا درست ہے کرکے لکہے ہین تو وکہلا دو ہم قبول لیتے ہین (اور اشاعت فتوی کے دسوین صفحہ مین لکہے ہین. قوله دیکہو یہی نماز جنازہ حنفیہ کے پاس مسجد کے اندر مکروہ ہے - اور شافعیہ کے پاس مسنون ہے شافعیہ کی تقلید سے حرمین مین مسجد کے اندر جنازہ کو لیجاکر نماز پڑہتے ہین علما اسکے جواز پہ تصریح کرتے ہین. علامہ قطب الدین الحنفی نے حاشیہ شرح مختصر وقایہ مین لکہا ہے قد توا طی اهل الحرمين الشريفين قديما وحديثا في كل عصروا وان على ادخال جنايزهم الى المسجد طلبا لمزيد الرحمة والبركة ووقع ذلك لكثير من علماء المذهب بالحرمين الشريفين وشاهدنا كثيرا من ذلك ورايناه في تراجمهم كثيرا انه صلي عليهم عند باب الكعبة الشريفه وبالروضة الشريفة ولم ينكر ذلك من حضره من علمائنا فكان عمل اهل الحرمين على ذلك قديما وحديثا وان كان المنصوص عن علمائنا كراهته ذلك ولقد رأيت بعض من الغرباء الذين لا يالفون احضار الجنايز في المساجد ينكر ذلك محموده ووقوف فهمه بل بالغ بعضهم وما ادخل جنازه تتعلق به الى المسجد وانكر على فاعل ذلك ورفع الي سوال في هذا فاجبت بان اختلاف العلماء رحمة ويجوز لنا تقليد المخالف من بعض المسائل سيما اذا كان لذلك سبب او اسباب قويه كما قد مناه من توارث اهل الحرمين ذلك ومن توقع زيادة الرحمه والبركه انتهى

اور وہ جو بیعے ہین یہی نماز جنازہ حنفیہ کے پاس مسجد مین مکروہ ہے اور شافعیہ کے پاس
مسنون ہے۔ جواب یہ دعوی مسنونیت آپکا باطل ہے کیونکہ شافعیہ کے پاس نماز
جنازہ مسجد کے اندر افضل ہو نہ کہ مسنون بشرطیکہ تلویث مسجد نہو اگر تلویث مسجد کا اندیشہ
ہو تو حرام ہے (جیسا کہ مولانا مولوی محمد سعید اسلمی صاحب شافعی مفید الطالبین مین لکھی
ہین و نماز بر میت در مسجد گذاردن مکروہ نیست بلکہ اصحاب ما گفتہ اند کہ نماز در وی گذاردن
افضل است اگر خوف تلویث مسجد از ان نباشد و گرنہ حرام گردد انتھی) اور شیخ عبد الحق
دہلوی قدس سرہ العزیز شرح سفر السعادت مین تحریر فرماتے ہین وحق آنست کہ اگر
مدعائے شافعیہ مسنونیت نماز جنازہ است در مسجد باطل است اور سفر السعادت
شافعی مذہب کی کتاب ہے لکھے ہین وگاہ بیرون مسجد بودی وگاہ اندرون مسجد
وہر دو جائز است۔ شیخ عبد الحق دہلوی قدس سرہ جو شارح سفر السعادت کے ہین
لکھے ہین و مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہمین است و دلیل ایشان حدیثی است کہ جامع
الاصول از مسلم و موطا و ابو داؤد و ترمذی و نسائی آوردہ کہ چون وفات سعد بن ابی
وقاص رضی اللہ عنہ شد گفت عائشہ رضی اللہ عنہا در آرید جنازہ او را تا نماز کنیم بر وی
پس انکار کردہ شد بر وی پس گفت واللہ بہ تحقیق نماز گذارد رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم بر ہر دو پسر بیضا سہیل و برادرش در مسجد و در روایتی امر کردند ازواج
پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ بیارند او را در مسجد پس آوردند و نہادند او را بر در حجرہا
ایشان و گزاردن بر وی نماز و چون رسید بایشان کہ مردم عیب گرفتن
بچیزے کہ علم ندارند بآن عیب میگیرند بر ما بدر آوردن جنازہ در مسجد و حالانکہ گذارد
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بر سہل بن البیضا مگر در مسجد این روایات مسلم است

و در موطا نیز همچنین آورده و ابو داود و ترمذی و نسائی بر سهل بن بیضا اگر در مسجد
و نیز میگویند امام شافعی رح که در نماز جنازه دعاست یا نماز در مسجد اولی است بآن و مذهب
امام ابو حنیفه و مالک رحمهما الله کراهت نماز جنازه است در مسجد کراهت تحریمی یا
تنزیهی دو روایت است نزد ما و ظاهر ثانی است و ظاهر از کلام مالک که گفت لا
احبه نیز همین است و دلیل ایشان حدیثی است که ابو داود از ابی هریره آورده
و طحاوی در معانی آثار نیز از آن روایت کرده که گفت پیغمبر خدا صلی الله علیه وآله وسلم
کسی که بگذارد نماز بر جنازه در مسجد نیست مر او را چیزی یعنی از اجر و ثواب و از
طحاوی نقل کرده اند که گفت این حدیث اولی است از حدیث عائشه صدیقه
رضی الله عنها زیرا که حدیث وی اخبار است از فعل رسول الله صلی الله علیه وسلم
در حالت اباحت که نهی بر آن متقدم است او را اباحت پس حدیث ابی هریره اولی
باشد از حدیث عائشه صدیقه رضی الله عنها زیرا که ناسخ است مر او را کذا قال
الشمنی و نیز در انکار صحابه بر عائشه رضی الله عنها دلیل است بر آنکه ایشان را معلوم
بود کراهت نماز در مسجد و منسوخیت وی و الا چرا انکار میکردند بر وی و نسبت ایشان
عائشه صدیقه رضی الله تعالی عنها به نسیان و عدم علم محل کلام است بلکه تواند که عائشه
رضی الله عنها بنسخ عالم نباشد و ظاهر همین است زیرا که ایشان جماعه کثیر اند و نیز
میگویند که گزاردن نماز بر ابن بیضا در مسجد بجهت آن بود که آنحضرت صلی الله علیه وآله
وسلم معتکف بود ازین جهت بیرون نیامد و جنازه بیرون مسجد بود و درین صورت
اختلاف است میان حنفیه و نیز ابی هریره رضی الله عنه در قصه نماز بر نجاشی آمده
که چون جبرئیل خبر موت او را رسانید آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم در مسجد بود

پس گفت امروز بندهٔ صالح مردہ است نماز بکنیم بر دی پس بیرون آمد بمصلی و نماز
بگزارد و اگر در مسجد جایز بودی بیرون آمدن برای چه بودی و بعضی گویند که
مصلی جنازه مکانی بود متصل مسجد باعتبار مسجد شریف و برین تقدیر اشکالات
منحل گردد باحتمال شاید که روایت صلوٰة در مسجد باعتبار قرب آن مکان
باشد بمسجد وظاہر شود که این است مبنائی قول ابی یوسف که اگر مسجد بود
مستعد از برای نماز جنازه جایز است و روی بکراہت واللہ اعلم و اختلاف
است میان حنفیه که کراہت از جہت خوف تلوث مسجد است و این مناسب
بقول کسی که قائل است که مردہ نجس است یا از جہت آنکه مسجد جماعة موضوع
است از برائی نماز پنجگانه و بس و برین تقدیر اگر جنازه بیرون مسجد بود
نیز مکروه باشد و مصنف حدیث ابوہریره را که مستند حنفیه و مالکیه است
رد میکند و میگوید و حدیث ابی ہریره که پیغمبر صلے اللہ علیه واله وسلم
فرمود من صلی علی جنازة فی المسجد فلا شئ له روایت غلط است و سہو است
از راوی و صواب آنست که خطیب بغدادی روایت کرده و گفته که لفظ
حدیث در اصل فلا شئ علیه است یعنی ہر که بگزارد نماز جنازه را در مسجد
پس نیست ہیچ جرمی و اثمی بر وی و در جامع الاصول این حدیث را
بلا شئ له آورده است و گفته که در ایک نسخه چنین واقع شده است
که فلا شئ علیه و از اینجا معلوم گردد که اصل فلا شئ له است و در ہدایه این حدیث
را بلفظ فلا اجر له نقل کرده و در جمع الجوامع این حدیث را از ابی ہریره
بلفظ فلیس له شئ آورده فتدبر و میگوید که بعضی ائمه حدیث میگویند

که راوی این حدیث است چه از افراد صالح مولی التوأمة است و او
ضعیف است و در حدیث و شیخ ابن الهمام گفته که مولی توأمه ثقه است
لیکن مختلط گشته در آخر عمر خود و نسائی از ابن معین آورده که گفته
وی ثقه است و لیکن مختلط گشته در آخر عمر پس هر که شنیده از وی پیش
از اختلاط ثابت است و حجت است و تصریح کرده اند که ابن ذئب که راوی
این حدیث است از وی شنیده است پیش از اختلاط پس واجب
است قبول آن بخلاف سفیان و غیر وی که شنیده اند از وی بعد از
اختلاط انتهی واللہ اعلم الحاصل خلاصہ جناب شیخ عبد الحق دہلوی قدس
سرہ کے کلام کا یہہ ہے جیسا کہ غایۃ الاوطار والا لکھتا ہے داور بہی
قول کراہت کا موافق ہے واسطے اطلاق حدیث ابو داؤد کی کہ جسنے
نماز پڑھی مردے پر مسجد کے اندر تو اسکے لیئے نماز نہین ہ شامی نے
کہا کہ ابی داؤد کی روایت مین فلا شئی لہ ہی یعنے اوسکو کچہہ ثواب نہین
اور ایک روایت مین فلا اجر لہ ہی اور ابن ابی شیبہ نے فلا صلوٰۃ
لہ روایت کیا ہے انتہی اور حدیث ابی ہریرہ کی بہی صاف دلالت
کرتی ہے کہ نماز جنازہ مسجد کے اندر نہ پڑہنے پر و نیز ابی ہریرہ رضی اللہ
عنہ در قصہ نماز بر نجاشی آمدہ کہ چون جبرئیل خبر موت او را رسانید
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در مسجد بود پس گفت امروز بندہ صالح
مردہ است نماز بکنیم بر وی پس بیرون آمد بسوی مصلی و نماز گزارد و اگر
در مسجد جائز بودی بیرون آمدن برائے چہ بودی انتہی قولہ شامی کی

تقلید ہے حرمین میں مسجد کے اندر جنازہ کو لیجا کر نماز پڑھتے ہیں

تحریر

جواب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول وفعل کے خلاف کرتے ہیں جو فعل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہو وہ مردود ہے جیسا کہ ہم اب دلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ سے لکھ چکے ہیں

قوله

قوله علما اسکے جواز پر تصریح کرتے ہیں

جواب

جواب اگر مراد علما سے علما شافعیہ ہیں ہمکو اس سے کچھ بحث نہیں اگر مراد علما سے علما حنفیہ ہیں قول آپکا مردود ہے کیونکہ خود آپ جو علامہ قطب الدین الحنفی کا جو تحریر فرماتے ہیں سبب اشاعت فتوی کے دسوین صفحہ کے بارھوین سطر میں چشم مبارک کھولکر دیکھو اور وہ یہ ہے وان كان المنصوص عن علمائنا كراهة ذلك یعنی اگرچہ ہے منصوص علما سے ہماری کراہت اسکے

قوله

قوله علامہ قطب الدین الحنفی نے حاشیہ شرح مختصر وقایہ میں لکھا ہے

جواب

جواب یہ قول علامہ قطب الدین الحنفی کا بالکل واہی ہے اور مردود ہے اور قابل حجت نہیں کیونکہ احادیث صحیحہ کے خلاف ہے جو فعل وقول کہ فرمان عالیشان سرور انس وجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہو مردود ہے اور اسی دسوین صفحے کے سولا اور ستر اسطر میں علامہ قطب الدین حنفی کا حیثما اذا كان لذلك سبب او اسباب قوية كما تقدمناه من توارث اهل الحرمين ذلك ومن توقع زيادة الرحمة البركة انتهى خلاصہ اسکا یہ ہے کہ حرمین شریفین میں جو جنازون کو لیجا نماز پڑھتے ہیں کوئی ایک سبب ہے جیسا کہ عادت اہل حرمین کی ہے اس توقع سے جو جنازہ

زیادتی رحمت اور برکت ہے **جواب** احادیث صحیحہ سے جب یہہ بات ثابت ہو چکی کہ جب خبر نجاشی کے موت کی جبرئیل علیہ السلام حضور مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آکے عرض کیئے تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی مین تشریف رکھتے تہے اسوقت صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمائی اوٹہو نماز پڑہو نجاشی کے جنازہ کی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب مسجد نبوی سے نکل کر جنازہ خانہ مین نماز پڑہے نہ کہ مسجد نبوی مین اگر مسجد نبوی مین نماز جنازہ پڑہنا زیادتی رحمت اور برکت ہوتی تو حضور شریف صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیون خارج مسجد ہوکے نماز پڑہے۔ اور بہی حدیث شریف مین آیا ہے مَنْ صَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ عَلٰی جِنَازَۃٍ فَلَا شَیْءَ لَہٗ اور ایک حدیث مین آیا ہے فَلَا اَجْرَ لَہٗ اور ایک حدیث مین فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ وارد ہوا ہے پہر امید اور توقع زیادتی رحمت اور برکت کی کہنا اہل علم کا شیوہ نہین **جواب دوسرا** ہم کو اس عبارت مین شبہ ہے محشی قطب الدین حنفی کی ہے یا بعض غالیون کی ہے۔ **قولہ** الغرض واقعہ حال مین کثرت جماعت کے باعث میت کو زیادتی رحمت وبرکت اور نماز پڑہنے والون کو ثواب اجر ملنے کے ارادہ سے مطابق عادت اہل حرمین کے تقلید کرین تو کیا حرج **جواب** کثرت جماعت کی باعث میت کو زیادتی رحمت وبرکت اور نماز پڑہنے والون کو ثواب اجر اسوقت ملتا کہ وہ جماعت شرع مین مشروع ہو ابو حنیفہ کے پاس جماعت اول جو ولی میت کی حکم سے ہو چکی تہی واقعہ حال مذکورہ مین اور جماعت ثانی غیر مشروع اور شافعیہ کے پاس جو شخص کہ اول بار نماز جنازہ پڑہ چکا ہے دوبارہ نماز جنازہ امام ہوکر پڑہنا اجر وثواب ہی نہین مذہب صحیح پر جیسا کہ مولانا مولوی اسلمی صاحب مفید الطالبین مین لکہے ہین۔ زیراکہ معاد نفل ہست وتنفل این نماز جائز نیست اور وہ جو لکہے ہین مطابق عادت اہل حرمین کے تقلید شافعیہ کرین تو کیا حرج **جواب** عادت اہل حرمین جو میت کو حرمین شریفین مین رکہکر نماز پڑہتے ہین امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی اور امام شافعی رح کے پاس جائز۔ ایک فعل جائز کے لیے امام شافعی رح کی تقلید کرنا کہ وہ فعل امام ابو حنیفہ

کے پاس غیر جائز ہے ویسے فعل مین حنفیہ امام شافعی رح کی تقلید کرنمین بیشک حرج ہے۔ **قولہٗ**
امام ابوحنیفہ رح پر چہے بار نماز جنازہ پڑہے اور قبر پر بیس روز تک نماز جنازہ پڑہتے تہے کر کر
خود آپ نقل کرتے ہین اور اس سے مراد دعا ہی کر کر جو تاویل کرتے ہین یہہ تاویل منطوق لفظ کے مخالف
ہے ہرگز مقبول نہین **جواب** خداوندا یہہ کیا علم و فہم اور کیا لیاقت ہی مین حیران ہون کہ عمدۃ
الفتوی کے مجیب مولوی سیدشاہ محمد عبدالغفار القادری اپنے فتوی کے چہٹوین صفحہ کے گیارہون
سطر مین لکہے ہین اگر کوئی کہے علامہ سیوطی شافعی نے تبییض الصحیفہ مین لکہا ہی کہ امام ابوحنیفہ رح
پر چہے بار نماز جنازہ پڑہے اور لوگ آپکے قبر مبارک بیس روز تک نماز جنازہ پڑہتے تہے اور
سلطان منصور ظالم نے بہی قبر پر نماز جنازہ پڑہا حالانکہ آپکے نماز جنازہ تین لاکہہ آدمی پڑہ چکے تہے
اس کا جواب یہہ ہی کہ اس سے مراد دعا ہی جیساکہ امام عینی نے توجیہ مذکور مین فرمایا ہی مجیب عمدۃ
الفتوی معترض کے اعتراض کو بیان کرکے اپنے طرفسے جواب یہہ دیتے ہین (اسکا جواب یہ ہی کہ اس سے
مراد دعا ہی جیساکہ امام عینی نے توجیہ مذکور مین فرمایا ہی) الغرض مجیب عمدۃ الفتوی نے علامہ سیوطی شافعی
نے تبییض الصحیفہ مین جو لکہے ہین اسکا جواب دینیکیلئے مجیب صاحب نے اس کتاب کا عبارت لکہے ہین کہ وہ اس
عبارت سے خود موجد ہین اسکو مخالفین نے بہی مجیب عمدۃ الفتوی کے طرف نسبت کئے یا یہہ
غرض ہوگا کہ خلایق کو دہوکا دیت اور وہ جو لکہے ہین اس سے مراد دعا ہے کر کر جو تاویل کرتے ہین
یہ تاویل منطوق لفظ کے مخالف ہی ہرگز مقبول نہین **جواب** اول ہم منطوق کا معنے لغات سے
معلوم کراتے ہین غیاث اللغات مین ہے منطوق سخن و کلام و بمعنی مضمون و معانی نیز آمدہ - اب
مطلب آپکا یہہ ہوا کہ (یہ تاویل مضمون لفظ کے یا معانی لفظ کے مخالف ہی ہرگز مقبول نہین -
(جواب) آپکے پیشوا مولوی محمود صاحب اپنے سراج الفتوی کے پانچوین صفحہ کے تیسری سطر مین
لکہے ہین - علامہ سیوطی نے تبییض الصحیفہ بمناقب امام ابی حنیفہ مین لکہا ہے و صلی علیہ علی

ابی حنیفة ست مرات الخ اس عبارت مین علامہ سیوطی رح لفظ (صلی) جو ترجمہ
ہے از رو لغات کے معنی صلی کا دعا کے اور بہی معانی ہین جیسا کہ غیاث اللغات والا لکہا ہے
صلوۃ دعای آمرزش و رحمت و نماز از منتخب و درصراح نوشتہ بمعنی دعا و نماز از بندہ و بمعنی رحمت
از خدا تعالی و بمعنی درود بر رسول و فرشتگان۔ پس معنے لغوی یہان صادق آتا ہی اسلئے دعا کا معنی
جواب — کئے۔ **جواب دوسرا** ہم تسلیم کئے کہ بہت بار نماز جنازہ پڑہے۔ ہم حنفیہ کو اس سے کیا الزام
ہو سکتا ہی وہ نماز پڑہنے والے احناف تہے یعنے امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالے جو ہمکو الزام ہو
قوله — **قوله** امام کی قبر پر دعا کرنا ابتک جاری ہی بیس روز کے ساتہہ کچہہ منحصر نہیں
جواب (۱) — **جواب اول** بیس روز کا قید اسلئے ہوگا کہ لوگ جوق جوق بکثرت زیارت شریف کو
بیس روز تک آتے تہے اور امام ہمام رضی اللہ عنہ کی زیارت شریف سے مشرف ہوتے تہے
اور دعا اور آمرزش کرتے تہے اور بر آمد حاجات کے لئے امام ہمام کو وسیلہ گردانتے تہے
جواب (۲) — اور بعد بیس روز کے لوگ کا آنا بکثرت موقوف ہوگیا ہوگا۔ **جواب دوسرا** جن لوگ کے
مذہب مین تکرار نماز جنازہ جائز ہے وہ لوگ پڑہے ہونگے جیسا کہ نماز صبح مین امام شافعی ہے
اور مقتدی حنفی ہی شافعی امام دعا قنوت پڑہتا ہے ہوقت حنفی اپنے مذہب کے مطابق خاموش
کہڑے رہنا چاہیے۔ اور یہان تو نماز جنازہ مین حنفیہ اس نماز مین کچہ شریک نہیں ہو کے خارج
قوله — رہگئے پہر حنفیہ کو اس سے کیا الزام ہے **قوله** چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت حمزہ رض
پر ستر بار نماز پڑہنا بلحاظ حقیقی معنی کے حنفی مذہب کے مخالف تہا اسلئے علامہ عینی نے
اسکے دو تاویلیں کی ہین۔ ایک تاویل جو حقیقی نماز ہی ستر جنازون پر پڑہے۔ دوسری
تاویل دعا۔ پہلی تاویل مضر ہونے سے اسکو چہوڑ کر دوسری تاویل جو اختیار کئے تہے وہ
جواب — بہی یہان صحیح نہین۔ **جواب اول** ہزار ہزار شکر اللہ تعالی کے لئے ہے ہم

حنفیہ اس حدیث شریف کو مانتے ہین صدق دل سے اور عمل بہی کرتے ہین اور ہمارے امام ہمام رضی اللہ عنہ کے مذہب مین اگر میت زیادہ ہین توان اموات کے نماز کی دو صورت ہین۔ ایک صورت یہہ ہی کہ کل میت پر ایک ہی بار نماز پڑہنا جائز ہے۔ اور دوسری صورت یہہ ہے کہ ہر ایک میت پر جدا جدا نماز پڑہنا ہی جائز ہے جیسا کہ جناب شریف صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ رض اور دوسرے شہداے احد پڑہے ہین۔ ہان شتہر سبب ثباعث فتوی کا اور اونکے پیشواؤن کا اعتراض حنفیہ پر سوقت ہوتا اگر شافعیہ کوئی صحیح حدیث سے یہہ بات ثابت کرتے ہوتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ رض پر ستر بار نماز جنازہ پڑہے بعد شہداء احد پر جدا جدا نماز جنازہ پڑہے ہین یہہ تو شافعیہ ثابت کر نہین سکتے پہر واہی اعتراض حنفیہ پر کیون کرتے ہین بہلا صاحب ہم آپکے پیشواؤن سے پوچہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستر بار حضرت حمزہ پر نماز کیون پڑہے بچہتر بار یا اسی بار کیون نہین پڑہے یا اس ستر سے کم کیون نہین پڑہے جب ستر بار پڑہے تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ میت تو ستر ہتے نماز ہی ستر بار حضور شریف صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑہے **جواب** دوسرا ہم آپکے پیشواؤن سے یہہ ہی پوچہتے ہین جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت حمزہ پر ستر بار نماز پڑہنا آپکے پاس ثابت ہے تو بلحاظ حقیقی معنی کے ایک بار جو شخص کہ نماز جنازہ پڑہچکا ہے وہ شخص دوبارہ اعادہ نہین کرنا علی مذہب الصحیح کرکے امام نووی وغیرہ فتوی کیون دئیے ہین اور جناب مولوی محمود صاحب دام کرمہ اپنے فتوی مین لکہے ہین اور وہ یہہ ہے **قولہ** اور اول پڑہا ہوا شخص پہر پڑہنا مسنون نہین لیکن پڑہا تو جائز ہے **جواب** یہہ کیا بے معنی گفتگو ہے اہل علم خوب سمجہ سکتے ہین

جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ پر ستر بار نماز پڑہنے کے خود قائل ہو کر درپردہ حنفیہ پر اعتراض کرنا اور وہ یہہ ہے بلحاظ حقیقی معنی سے حنفی مذہب کے مخالف تہا اسلیئے علامہ عینی نے اسکے دو تاویلین کی ہین اور خود مجیب صاحب لکہتے ہین اور اول پڑہا ہوا شخص پہر پڑہنا اگرچہ مسنون نہین کہنا بالکل شرم کی بات ہے بلکہ یون لکہنا تہا کہ اول پڑہا ہوا شخص دوبارا پڑہنا بیشک مسنون ہے۔ جب شافعیہ اسکے مسنونیت کے قایل نہین ہوے اور اعتراض مذہب حنفیہ پر کرنا سوا بے ادبی کے اور کیا ہے اور امام ہمام امام اعظم رضی اللہ عنہ کے جناب پاک مین شافعی مذہب کے علما کی بے ادبی کرنے کی عادت قدیم الایام سے چلے آرہی ہے جیساکہ قفال بداقوال و بدخصال اور بیہقی اور دارقطنی وغیرہ نے کیا ہے۔ **تنبیہ** کہا علامہ جلال الدین محلی شرح جمع الجوامع مین یجب علی العامی وغیرہ ممن لم یبلغ مرتبۃ الاجتہاد التزام مذہب معین من مذاہب المجتہدین انتہی یعنی کہا جلال الدین محلی شافعی المذہب نے شرح جمع الجوامع مین کہ واجب ہی عامی وغیرہ پر جو غیر مجتہد ہو لازم پکڑنا مذہب معین کا مذاہب مجتہدین سے انتہی۔ اور کہا شامی اور طحطاوی نے شرح درالمختار باب مفقودین قال فی البحر والعجب کیف یختارون خلاف ظاہر المذہب مع انہ واجب الاتباع علی مقلدی ابی حنیفۃ رح انتہی یعنی کہا بحرالرائق مین کہ عجب ہے کیونکر اختیار کیا انہون نے خلاف ظاہر مذہب کا باوجود اسکے کہ وہ واجب الاتباع ہے اوپر مقلدین ابو حنیفہ کے تمام ہوا۔ باقی برآئندہ۔ انشاء اللہ تعالی۔

فقط

۱۳ ھ ۲۶